توروالی کلاسیکی شاعری مع اردو ترجمہ

اِیمان

ژوسی مثال کوڑوال سی شیِد ہونیِن آفرا
تِھئے کوئی سُوال، دیِشا نہ بن اِ نگولا

کُھلتا کسی پر کیوں میرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

ادارہ برائے تعلیم و ترقی (اب ت) بحرین سوات

نام کتاب: اِینان (توروالی کلاسیکی شاعری مع اُردو ترجمہ)
ناشر: ادارہ برائے تعلیم و ترقی، بحرین سوات
پتہ: ادارہ برائے تعلیم و ترقی، مُھون سکول درال روڈ بحرین سوات
فون: +92 305 9078 944
ای میل: ibtswat@gmail.com
ویب سایٹ: www.ibtswat.org
تاریخِ اشاعت: ستمبر 2011ء
تعداد: 500
قیمت: 100 روپے
کاپی رائیٹس: جملہ حقوق بحق ادارہ برائے تعلیم و ترقی محفوظ ہیں۔
ادارتی بورڈ

زبیر توروالی

نور خان

آفتاب احمد

رحیم صابر

مجاہد توروالی

نوٹ: اس کتاب کی ڈیجیٹل کاپی IBT کے ویب سائٹ پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

اِینان

(توروالی کلاسیکی شاعری "ژو" مع اُردو ترجمہ)

ادارہ برائے تعلیم و ترقی

Idara Baraye Taleem-o-Taraqi (IBT) or
Institute for Education and Development

ان سارے توروالی گُمنام شعراء اور شاعرات کے نام جنہوں نے توروالی زبان کو اپنے جذبات اور احساسات کے ذریعے زندہ رکھا۔۔۔

ادارہ برائے تعلیم وترقی بحرین سوات

پیش لفظ از رضا احمد رومی

تقسیمِ ہند اور قیامِ پاکستان سے لے کر اج تک اپنی قومی شناخت اور علاقائی زبانوں کا مسلئہ حل نہیں کر سکے۔ زبان کا مسلئہ بھی عجیب ہے۔ پاکستان کا قیام کچھ ایسے حالات میں ہوا کہ یو پی ((U.P کی بیورو کریسی اور علی گڑھ سے وابستہ پڑھے لکھے لوگوں نے ریاست کا کاروبار سنبھالا اور یہ بھول گئے کہ نئی مملکتِ خداداد میں بنگالی، پٹھان، پنجابی، بلوچی، سندھی اور دیگر قومیتیں بھی بستی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کو سرکاری زبان قرار دینے کے خلاف بنگال) جو اُس وقت مشرقی پاکستان تھا(میں سخت احتجاج ہوا۔

رفتہ رفتہ بنگالی زبان، کلچر اور سیاسی حقوق کی پامالی اس قدر بڑھی کہ ہمارا اکثریتی صوبہ ہم سے الگ ہوا۔ اسی طرح پاکستان کی دیگر اکائیوں میں بھی علاقائی زبانوں کا مسلئہ بار بار اُٹھتا رہا۔ 1970 ء کی دہائی میں سندھ میں اردو اور سندھی کا جھگڑا اٹھا اور ہمارے پشتون بھائی بھی پاکستان کے حکمران طبقے سے نالاں ہی رہے۔

یہ تو عالم تھا بڑی زبانوں کا۔ پاکستان میں کئی اور زبانیں ایسی ہیں جو کہ ریاستی سرپرستی سے محروم رہی ہیں اور اب معدوم ہوتی جا رہی ہیں۔ شینا، بلتی، توروالی اور کئی ایسی علاقائی زبانیں ہیں جن کی کثرت اور richness سے پاکستان کا گلدستہ مکمل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ جان کر بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ توروالی زبان کو محفوظ کرنے کے لئے اور اُسے آنے والی نسلوں سے شناسا کرنے کے لئے اس زبان کی کلاسیکی شاعری سے انتخاب کو اردو تراجم کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

اس کتاب کا ایک بہت اہم فائدہ یہ ہے کہ مجھ جیسے توروالی اور پشتو سے نابلد لوگوں کو ہمارے ملک کے ایک تہذیبی اثاثے سے واقفیت ہو گی۔ دراصل ہماری علاقائی شاعری، فوک روایات اور دانش کے موتی تمام پاکستانیوں کا مشترکہ اثاثہ ہے اور یقیناً پاکستان کے روشن مستقبل کی ضمانت بھی۔ جو ممالک اپنی تہذیبوں اور کثیر الثقافتی ماضی کو فراموش کر دیتے ہیں وہ بار بار 1971ء جیسے دالخراش سانحوں سے گزرتے ہیں۔

آج کے پاکستان میں بلوچستان اور دیگر علاقے (جن میں سوات بھی شامل ہے) سنگین مسائل سے دوچار ہیں جن میں سرفہرست ان علاقوں کی سیاسی اور ثقافتی شناخت کی نفی بھی ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''اینان'' کی طباعت چنانچہ ایک اہم سنگِ میل ہے اور اس عمدہ کاوش کا سہرا یقیناً زبیر توروالی اور اسکی ٹیم ادارہ برائے تعلیم و ترقی کے سر ہے جنہوں نے یہ بہت بڑا قدم اٹھایا ہے۔

ہے کہ یہ کتاب بے حد مقبول ہو گی اور پاکستان کے تمام صوبوں اور ضلعوں میں پڑھی جائے گی۔ خدا کرے کہ باقی علاقائی زبانوں اور صوبوں میں بھی اسی طرح کی تحریکیں اٹھیں اور ہمارے لکھاری، دانشور اور صحافی اپنے تہذیبی ورثے کو بچانے کے لئے تگ و دو کریں۔ پاکستان کو سنبھالنا اور بچانا اب ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

رضا احمد رومی

لاہور

ستمبر 2011ء

تعارف

توروالی زبان بالائی ضلع سوات کے شمال میں مدین کے مقام سے مشرقی سمت وادی چیل، شنکو اور بشیگرام اور پھر آگے شمال کی طرف دوسری دلفریب وادی کے علاقوں بحرین، گھڑی ساتال، پنجگرام، پوران گام، گری لگن، آئیں، دیریل، توروال (توال)، گورنال، کمل، ژمیڑ، چھم گڑی، وادی مینی کھال، بالاکوٹ اور پھر کالام کی حدود تک بولی جاتی ہے۔ بیچ میں چند ایک مقامات پر گوجری زبان کے لوگ بھی آباد ہیں۔

توروالی زبان کتنی قدیم ہے، اس کے لئے سوات کی پانچ ہزار سال پرانی تہذیب اور تاریخ میں جھانکنا پڑے گا۔ ایگیئن ویتزو اور انعام لرحیم کی کتاب Swat-An Afghan society in Pakistan جو 2002ء میں چھپی ہے۔ یہ روایتی تاریخ نویسی نہیں کہ جو راجوں اور سلطانوں کی شمشیر زنی اور قوموں کو غلامی میں جکڑنے جیسے واقعات سے پر ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ کتاب جدید سائنٹفک تجزیوں اور سماجیاتی علم کی روشنی میں لکھی سوات کی ایک اہم تاریخی دستاویز ہے۔ جس کے مطابق اس وادی میں وارد ہونے والے توروالی ہی وہ پہلے لوگ ہیں جن کی باقاعدہ سوات پر ایک ہند آریائی دردی یعنی Dardic تہذیب تھی اور سوات پر ایک طویل عرصے تک منتظم رہے ہیں۔ مصنف نے اپنے اس دعوے کے ثبوت کے لئے اس کھوپڑی کا حوالہ دیا ہے جسے اٹالین آرکیالوجی کے ماہرین نے بت کدہ منگورہ کے مقام چار ہزار سال پرانی بدھا کے زمانے کی ایک قبر سے دریافت کر کے سوات کی موجودہ نسلوں سے اس کا موازنہ کیا اور آخر کار توروالی قوم میں اس کی مماثلت پائی۔ ایک توروالی قبیلہ راجا گیرا کی اولاد سے موسوم ''گیرے،، یعنی گیرا والے لوگ بھی آباد ہے۔ یہاں ہماری مراد توروالی تاریخ پر سیر حاصل بحث نہیں، بلکہ یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اپنی ہیئت کے اعتبار سے توروالی زبان ہند آریائی نسل کے ذیلی شاخ '' درد'' سے تعلق اور تہذیبی جڑیں رکھتی ہے۔ جیسا کہ مقامی زبانی تاریخ اور لوک کہانیوں سے بھی سوات کی قدیم تہذیب اور رسم و رواج کے بعض پہلو نمایاں ہوتے ہیں ۔ یوں توروالی محض ایک زبان نہیں بلکہ سوات کی تاریخ، تہذیب اور ثقافتی ورثے کا ایک پروردہ نام بھی ہے۔

توروالی زبان کے بولنے والے یک لاکھ اور کچھ ہزار کے لگ بھگ ہیں اور بلاشبہ اس زبان کی آج تک اس کے لوک داستان گوؤں اور شعراء ہی نے آبیاری کی، معیار برقرار رکھا اور زندہ رکھا ہے۔ ورنہ اب تک تحریر کے نظام کے نہ ہونے اور بیرونی اثرات سے یہ بھی دیگر چھوٹی زبانوں کی طرح ناپید ہو چکی ہوتی۔

ہم جب جہاں کہیں لفظ زبان وادب منہ پر لاتے ہیں تو قاری یا سامع کا ذہن ضرور مذکورہ زبان کی شاعری کی طرف جاتا ہے۔ اور شاعری ہی سے اس کے قد کاٹھ ، تہذیبی قدامت اور پائے یعنی درجے کا اندازا لگایا جاتا ہے۔ باقی نثر اور بیانئے تو روزمرہ کے عام بول چال اور اظہار کے ذرائع ہیں۔ مگر شاعری کے آرٹ سے ہی آدمی کے ذہن پر ایک نقش قائم رہتا ہے۔ چھوٹی زبانوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ادب کے حوالے سے ان کا دامن محدود ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال غلط ہے اس کی وجہ اس زبان کو جائز مقام نہ ملنا اور آس پاس بڑی قومیتوں کا اسے حقیر نظر سے دیکھنا، جس کی وجہ سے خود اس زبان کے بولنے والوں کو بھی اپنی زبان پر اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ ماضی میں بھی یہی زبانیں شاندار تہذیب سے مالامال رہی ہیں۔ جو بیرونی حملہ آوروں کی وجہ سے سکڑ کر چھوٹی رہ گئی ہیں۔ چنانچہ توروالی بھی اپنی شاعری اور ادب میں مالامال ایک زبان ہے۔ کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ توروالی زبانوں کے دردی شاخ سے تعلق رکھتی ہے بلکہ پشتو کے علاوہ آس پاس گلگت بلتستان سے لے کر انڈس کوہستان، چترال، کالام، اور افغانستان کے علاقے نورستان تک کی تمام زبانیں دردستانی شاخ سے ہیں۔ جیسا کہ یہ علاقے ماضی میں ایک اکائی یعنی دردستان Dardic Land کہلاتا تھا۔

توروالی زبان کی صوتی ترکیب اور اصلاحات کا تعلق ہندی زبانوں سے ہے۔ قدیم سنسکرت کے الفاظ کی ایک وافر مقدار توروالی زبان میں جوں کی توں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بابا فرید کے اس شعر پر بھی توروالی ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

کاگا سب تن کھائیو، چن چن کھائیو ماس
بس دو نین نہ کھائیو، موہے پیا ملن کی آس

چنانچہ توروالی کلاسیکی شاعری بھی قدیم ہند آریائی تہذیب کا دیسی پس منظر رکھتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کی جاتی ہے۔ سیدھے سادھے دل میں اترنے والے بول ہوں یا تشبیہ واستعارات سے مزین'' ژو'' ہو، ایک توروالی باشندے کے لئے اسے موقع و محل پر استعمال کرنا محاورے کا درجہ رکھتا ہے۔

توروالی کلاسیکی شاعری کے اصناف میں ژو سب سے مشہور اور مقبول صنف ہے۔ جو کہ تین طرح سے گایا جاتا ہے۔

''سرنامہ'' گلوکار سیتار کی تان پر ایک ژو پیش کرتا ہے، ہم نوا یا گروپ اس ژو کو پکڑ کر اپنی باری پر گاتا رہتا ہے۔ جبکہ گلوکار آگے شعر کہتا جاتا ہے۔

''دوپا'' اس میں دو گلوکار آخر تک مقابلے میں ٠وگاتے رہتے ہیں۔
''کآنا'' اس میں ایک ہی گلوکار ایک ہی محبوب یا پرانی لیجنڈری اور اساطیری کہانی پر بنائے گئے گیت گاتا رہتا ہے جبکہ سیتار نواز اس کی دھن پکڑ کر بجاتا رہتا ہے اور سامعین کو لطف اندوز کرتا ہے۔
توروالی شاعری کی ایک اور صنف ''پھل'' کہلاتا ہے۔ یہ اردو کی غزل کے مماثل ہے اور ہر مقطع اور مطلع کے آخر میں '' آ'' کی صدا کو لمبا کر کے کہا جاتا ہے۔ یہ روزمرہ زندگی کے مختصر واقعہ، حادثہ یا عاشق معشوق کی کیفیت یا خود شاعر اپنی ہجو کو ہلکے پھلکے مذاق میں بیان کرتا ہے۔ اور عموماً ایک یا دو بندوں پر مشتمل ہوتا ہے۔
پھل کے بھی تقریباً تین اصناف ہیں۔ ایک کے بول لمبے ہوتے ہیں۔ دوسری اور تیسری قسم اردو کی آزاد شاعری کی طرز پر ہوتی ہے اور بہت ہی مختصر بول ہوتے ہیں۔
ادارہ برائے تعلیم و ترقی علاقے میں ایک طرف تعلیم کو عام کرنے کے لئے کوشاں ہے تو دوسری طرف بچوں کو ان کی مادری زبان میں نصاب تیار کر رہی ہے اور جس میں تعلیم دینے کے لئے ایک منصوبے پر بھی کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ اور ساتھ ساتھ توروالی زبان کی ترویج و اشاعت اور ترقی کے لئے مواد بھی شائع کر رہا ہے۔
زیر نظر توروالی شاعری کی کتاب ''اینان'' بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو قدیم توروالی شاعری کا ایک مجموعہ ہے۔ یہ ان گمنام شعراء اور شاعرات کے '' ژو'' یعنی اشعار سے انتخاب ہیں جو آج تک اتنے زبان زد عام ہیں کہ محاورے اور ضرب الامثال کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں۔
ہر علاقے اور لوگوں کی اپنی زبان ہوتی ہے اور جسے وہی لوگ ہی بول اور سمجھ سکتے ہیں مگر ترجمہ ہی وہ پل ہے جس کے ذریعے اس پار پہنچا جا سکتا ہے اور لوگ دوسری زبانوں سے اشنائی حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے توروالی شاعری کی اس اولین کاوش ''اینان'' کے شعروں کو اردو ترجمے کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ ورنہ بقول غالب '' آبرو کیا خاک اس گل کی جو گلشن میں نہیں''۔
اس کتاب میں شامل '' ژو'' یعنی شعروں کے خالق عورتیں اور مرد دونوں ہیں جواب اس دنیا میں تو نہیں مگر توروالی میں اپنے احساسات کی ترجمانی وہ جس پیرائے میں کر گزرے یقیناً وہی توروالی زبان کی آبیاری کی ہے اور ایک فن بنا دیا ہے۔ پروین شاکر کے کلام کی خاصیت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اسی نے پہلی بار اردو شاعری میں ایک عورت کے احساسات کی ترجمانی کی ہے۔

مگر توروالی شاعری خواتین شعراء اور ان کے احساسات کے بغیر ادھوری ہے۔ توروالی عورتیں اپنے بچے کے سر سے جوئیں نکال رہی ہونگی مگر ساتھ اس عمل کو ایک شعری رنگ بھی ضرور دینگی۔ یقیناً وہی توروالی کے امیر خسرو ہیں وہی انیس و دبیر بھی۔
جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ اینان توروالی لٹریچر کی اولین کوشش ہے۔ اس میں کوتاہیاں ضرور ہونگی۔ خاص کر شعروں کو اکھٹا کرنا اور ان میں اصلاح و ترمیم ادارے کے مؤلفین کے لئے ایک درد سر تھا۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ کسی نے مخصوص شعر الگ انداز سے بیان کیا کسی نے الگ۔ ترجمے میں شاعر کی منشاء معلوم کرنا بھی جان جوکھوں کا کام ثابت ہوا۔ کسی بھی زبان کا بامحاورہ ترجمہ تقریباً مشکل ہوتا ہے۔ ہم نے ترجمے کو لفظی رکھا ہے مگر جہاں ضروری معلوم ہوا وہی مختصر تشریح دی ہے۔ امید ہے قارئین کو پسند آئے گی۔
اس کتاب میں ۲۰۰ کے لگ بھگ اشعار شامل ہیں۔ شعراء کے نام ن ہیں لکھے گئے کیونکہ ان شعراء کے نام اب کسی کو یاد نہیں۔ کتاب کا نام ''اِینان'' یعنی دھنک اس لئے رکھا گیا کیونکہ ان اشعار میں سبھی رنگ شامل ہیں۔ رزمیہ، المیہ اور عشقیہ سبھی رنگ نمایاں ہیں۔
ایک اہم بات جو ان اشعار سے ہر سطح پر عیاں ہے وہ ان تلخ ایام کی یادیں ہیں جب کسی شاعر یا شاعرہ کا کوئی پیارہ غربت، بے کسی اور کسمپرسی کا شکار ہوا۔ ان اشعار میں غریب الوطنی عیاں ہے جہاں بہت سارے جوان غربت کے ہاتھوں داریل اور کوئٹہ کا رخ کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔
اس کتاب کے مقاصد میں توروالی شعر و ادب اور زبان کے تحفظ کے ساتھ ساتھ توروالی زبان کی لکھائی اور پڑھائی کو عوام میں رواج دینا ہے تاکہ زبان کو فروغ حاصل ہو۔ اس کے علاوہ غیر توروالی قارئین کو اس زبان، اس کے رسم الخط اور املا سے روشناس کرانا اینان کے مقاصد میں شامل ہے۔
اِینان کا انگریزی ترجمہ بھی جلد شائع کیا جائے گا۔
اِینان کی قیمت صرف ۱۰۰ روپے مقرر کی گئی ہے۔ اس رقم سے ادارہ برائے تعلیم و ترقی ایک رسالہ توروالی اور اردو میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ آپ کے اس تعاون کا ادارہ ممنون رہے گا۔

شکریہ

نور خان توروالی

ستمبر 2011ء

بحرین سوات۔

آ ما برے نِیل تھام تُھو ماأ بھئنیِن چھِیجولا
بُوڑ بنَدی شُویَدُو، تُو دھرئی تأنا

مجھے توآس تھی کہ درخت (ہرجائی محبوب) ہراہے اور میں اس کی چھاؤں میں بیٹھوں گی۔ مگرلوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ سوکھتا ہے اور تمہیں دھوپ میں رہنا ہے۔

”کیا خبر تھی کہ خزاں ہوگی مقدر میرا
میں نے ماحول بنایا تھا بہاروں کے لیے“

آ پُران اُو ڈالَئی، نم آَئی کھأرا
بھان کووَئی، پشَئی تُنُو وزیرذادہ

میں مٹکے کا پرانا پانی انڈیلتی ہوں اور نالے سے نیا لاتی رہتی ہوں۔
ایسا ہی ایک بہانہ ہے، اپنے وزیرزادے (محبوب) کو دیکھنے کا۔

آ ما برے چھی بوپ تھأ نَرانیِن اَرپَنا
تی دُنِئ سی لِحاظ کی مھیرے بَش اِنگولا

مجھے توامید تھی کہ تیرا باپ میری خاطر تجھے آدھے رستے سے واپس کردے گا۔ مگراُس نے تو پیسہ کمانے کی خاطر تجھے کام پر جانے دیا۔ لگتا ہے کہ جانا تیرا مقدر ٹھہرا۔ اب جا میرے یار۔

آ چھی بوپ سیت مزدُو بَھیَدُو لأر پلوَاشا
مُشقت می دیِدن کِئِی آرمان ہون پ◌ُورا

میرے محبوب پلوشا! ایسا کرتے ہیں میں تمہارے باپ کے ساتھ مزدور بن کے رہتا ہوں مشقت کر کے تیری جو دید ہو گی وہ میری عید ہو گی اور ارمان پورے ہونگے۔

آ چھی یِئ نأ أشی، عبدُالحکیم شہازدا
نأن گینیِندے آدام سی پوت کھانیِندے گَیا

میرے شہزادے عبد لحکیم! میں شائد تیری ماں نہیں بن پائی میں ننگی پھرتی کھانے کی بجائے گھاس کھاتی مگر دوسری شادی نہ کرتی۔

آ ما برے مھی کھام آفریدَئی زرغونا
سے راجپُوت سی قبر میا شیشکال نیِختے گا

میں پُراُمید تھا میری جاں زرغونا! کہ میرا قبیلہ آفریدیوں کی مانند بہادر ہے اور تیری وصل کے لئے مجھے پناہ ملے گی مگر وہ تو اس راجپوت کی قبر کی طرح اندر سے کھوکلا نکلا

آ شپیگ و مپیگرے نہ جنُو پیرباوا
بیِشیدے مودُو، مِھئِرے گیل نِگھالا

میں شپیک و مپیگ کو نہیں سمجھا یہ لوگ (چترالی) کیا کہتے ہیں میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں بھوک سے مرا جارہا ہوں مجھے روٹی دیں پیر بابا میری مدد کو پہنچیو۔

آ آمن گرے جوَئیرے نہ کو بھادُو دُعا
تھام یأ شُوگو، بھی نہ گشدُو میوا

خاتون! میں اپنی صحت کے لئے خدا سے دُعا نہیں کر سکتا کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ درخت جب سوکھ جائے تو پھر پھل نہیں دے سکتا۔ یعنی بُڑھاپا جوانی میں ڈھل نہیں سکتا۔

آ پُوشُو بھیِراڑَدُو دُنئ سی چاپیرا
نسیِ‌ما سی ژانگا پُوشُو نہ ہودُو پئیدا

میں دنیا کے گرد گھومتا ہوں ایک ایسے پھول کی تلاش میں جو میری نسیمہ کی طرح ہو مگر اس جیسا پھول شائد دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

یٔو مہأ او لعِین شیطان سی مقابِلا
آمُوشئ سے یاد کوَدُو سردُوبارا

امی جان مانا کہ عشق حرام ہے لو میں اس سے باز آئی اور اپنے عاشق کو بھلا دیا۔ مگر وہ مجھے پھر بار بار یاد کیوں آتا ہے؟ لگتا ہے کہ میرا اور شیطان لعین کا مقابلہ ہے۔

آ تُنُو مے تقدیر ما نہ کووَدُو گِلا
بخت کوٹا ہیِو، باچا گیشتے والَدی تغا

مجھے اپنی تقدیر سے کوئی گلہ نہیں جب مقدر خراب ہو تو بادشا کو بھی لوگ پکڑ کر تخت سے اتار دیتے ہیں۔

آ مے لولپؤ سی تائے کھأمو بھیڑتُو مُوآ
اُردو جیب می اِسکے بنَدی روشن تارا

میں صبح سویرے جس ستارے کو منہ کئے بیٹھتا ہوں اسے اُردو میں روشن تارا کہتے ہیں اور یہی میری محبوبہ کا نام ہے۔

آ ما بَرے کویو جَلِئی بوٹی گھیِن آنگا
سے ئی ہئی خُوڑُوگُشُو خاناً چھی سَیَوا

تن میں یہ جو آگ لگی میں سمجھی کپڑے جلے
پتہ چلا وہ دل جلا تھا میرے جانم تیرے لئے۔

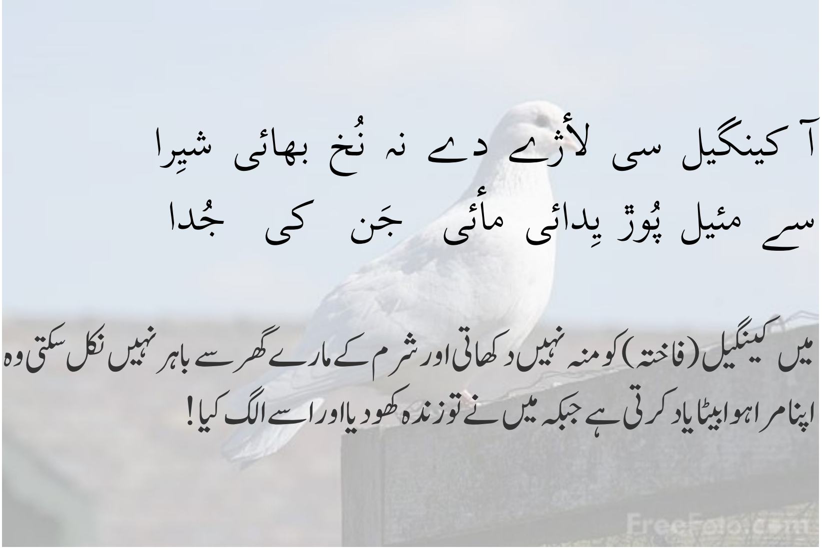

آ کینگیل سی لأڑے دے نہ نُخ بھائی شیِرا
سے مئیل پُوڑ یِدائی مأئی جَن کی جُدا

میں کینگیل (فاختہ) کو منہ نہیں دکھاتی اور شرم کے مارے گھر سے باہر نہیں نکل سکتی وہ اپنا مرا ہوا بیٹا یاد کرتی ہے جبکہ میں نے تو زندہ کھو دیا اور اسے الگ کیا!

ارزَئیل یأ باغوان یِدُو پُوشُو چَرڑا
میِا کأرتے نَیَدُو اصیِل مامیرا

اس دنیا کے چمن کا باغبان عزرائیل آتا ہے اور بیچ میں سے اچھے لوگوں کو یعنی اصل مامیرا کے پھول توڑ کر لے جاتا ہے۔

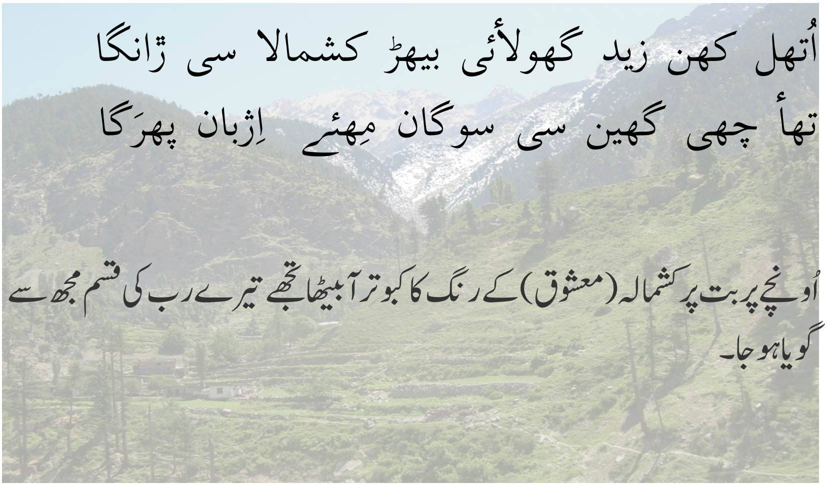

اُتھل کھن زید گھولائی بیھڑ کشمالا سی ڑانگا
تھأ چھی گھین سی سوگان مِھئے اِڑبان پھرَگا

اُونچے پربت پر کشمالہ (معشوق) کے رنگ کا کبوتر آ بیٹھا تجھے تیرے رب کی قسم مجھ سے گویا ہو جا۔

ارزَہیل نہ ٹَھمَدُو، تھامُو کودُو پیرا
مھیرے بس کو تأ شڑ دھراد مھی بوپ سی دیرا

عزرائیل! تُو تھکتا کیوں نہیں؟ اب بھی باری لگاتار ہتا ہے اب بس بھی کر تم نے تو میرے باپ کا گھر اُجاڑ کے رکھ دیا۔

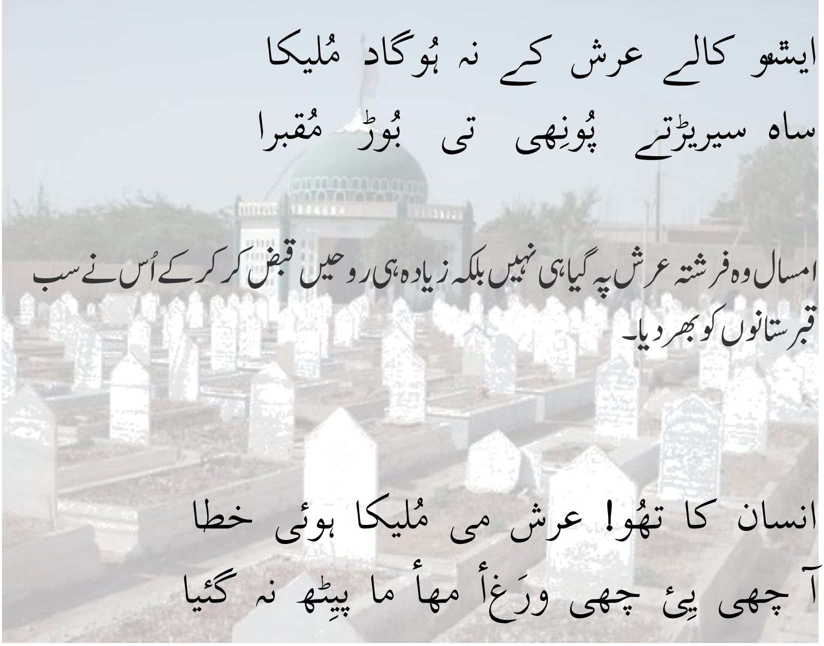

ایشو کالے عرش کرے نہ ہُوگاد مُلیکا
ساہ سیریڑترے پُونِھی تی بُوڑ مُقبرا

امسال وہ فرشتہ عرش پہ گیا ہی نہیں بلکہ زیادہ ہی روحیں قبض کر کر کے اُس نے سب قبرستانوں کو بھر دیا۔

انسان کا تھُو! عرش می مُلیکا ہوئی خطا
آ چھی یِئ چھی ورَغأ مھأ ما پیِٹھ نہ گئیا

انسان خطا کا پُتلا ہے آخر غلطیاں عرش کے ملائک سے بھی سرزد ہوتی ہیں (کیا ہوا جو میں نے دوسری شادی کی) میں تو تمہاری ماں ہوں ورق! یوں مجھ سے پیٹھ نہ پھیر۔

ازل سی سویل کہ بوجے آ گُناھگا
کھیدک دُھوئے ہڑأت مھی یمن سی راجگنا

قسمت کا لکھا ہے کہ میں گناہگار ہوں؟
کتنی دور کھو گی ٔمیری یمن کی رانی!

ازل سی لیکھ مزدُو دیقان سیت دودے خُدا
ہِی آراما بوٹی کوے دے زمیِدارا

قسمت کی لکیر کسی مزدور دھقان کے ساتھ اللہ نے لکھی ہوتی!
جسم اس کے ساتھ تھکا دیتی اور ہاتھ پاؤں سے اس کے ساتھ زمینداری کرتی وہاں کم از کم دل اور دماغ کو سکون تو مل جاتا!

اُتھل کھانی مھی یِئو دُو بأدے دے غورا
یا دا میَن کَھمان یا تُنُو بوپ سی دیرا

میری ماں! اونچے پہاڑ (میں گھر بسانے) کے لئے دو باتوں کی شرط ہے یا تو پیار کرنے والا شوہر اور کنبہ ہو یا پھر بابُل کی چھاؤں ہو۔

اُتهل کَهن زید مهأ او بورا سی هُو مارزا
سے بندُو نرگس اَما شِیو مامیرا

اونچے پہاڑ کے مرغزار پر میرے اور بھنورے کے بیچ تکرار ہوئی۔ وہ کہتا تھا نرگھس کا پھول حسین ہے میں کہتا تھا نہیں مامیرا کا پھول، یعنی میرا محبوب۔

احمدجاناأ! چهی یِئ أشی نرگس سی ژانگا
مهیرے ناما پُوشُو ئے مهی نرے یِدُو مینا

احمد جان! بیٹا تمہاری امی نرگھس کے پھول جیسی تھی اب ایرے غیرے پھولوں پہ مجھے پیار نہیں آتا (اس لئے میں دوسری شادی نہیں کرتا)۔

باوا آ نہ گهینئی ملاکن سی گورا
مهأ جُمأت سی طالب کرے دے خُدئی سی جهأدا

ابو! مجھے ملاکنڈ کے گورے (اس زمانے کے انگریز پولیٹکل ایجنٹ) سے شادی نہیں کرنی اس کی بجائے مجھے کسی مسجد کے طالب کو ہی اللہ کے واسطے دیدیں۔

بَش آرواحے معصُوم سی شانے پَن دے ژھیِنگا
ٹھاٹ می جَئ ہو نیِل کھن وا نہ چھو شکردانا

اے روح! بچے کی طرح روتے ہوئے راستہ پکڑ اور ٹھاٹ (جگہ کا نام) میں محبوبہ شکردانہ کو جالے اور اڑے رہو اور سر سبز پہاڑی چراگاہ پہ جانے نہ دے، ورنہ وہ مہینوں غائب رہے گی۔

بسیأت کی قارُون سی نہ أشی اِنگولا!
سے تیس شا زید تھأدے بیدُو دھریِنےوا

یہ دولت تو قارون کے پاس بھی تھی جو تم بھی اس پر اِتراتے ہو میرے محبوب۔ قارون ابھی تک اسی دولت تلے زمین میں دُھنسا جا رہا ہے۔

بڑبڑ یے گل آندامے کھیدا پان کی خطا
مَلانگاسی دیرا دے چھی نہ یئودُود آرواح

خوش آمدید گل آندام! کیسے راستہ بھول گئیں آپ؟ ہم فقیروں کے آستانے کی طرف تو تمہاری روح بھی نہیں آتی تھی!

بنگنڑئی سِلیور سی کا لَرُودُود مانا
مأ تِھئے تُنُو سُوچ بدن پَشاد اِنگولا

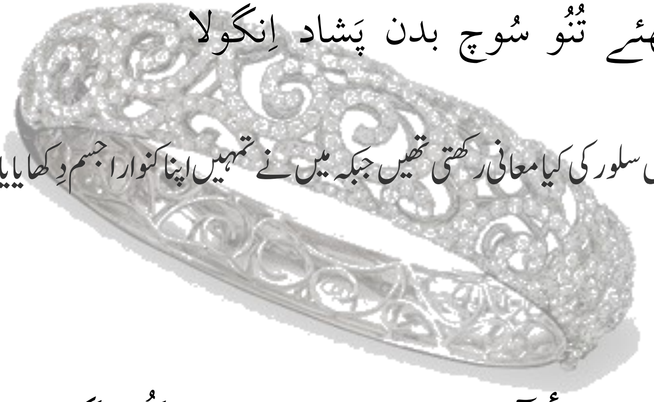

چوڑیاں سلور کی کیا معانی رکھتی تھیں جبکہ میں نے تمہیں اپنا کنوارا جسم دِکھایا یار۔

بھئی ملا نأ آ چھی چَھلے نہ چھی گُناھگا
مھی زیناز کرے اِمام سمان ونیِن مُلیکا

مولوی صاحب، میں تیری طرح گناہگار نہیں میں اتنی پاک دامن ہوں کہ میرے جنازے میں آسمان سے فرشتے اپنے امام سمیت اُتریں گے۔
”تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو، دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں“

بش ممتازأ آ نہ دھمئی چھی دیِدَنا
لائے نوس پوَڑاد جالُو مھی حی زید آنگا

جاممتاز تمہاری دِید سے من نہیں بھرتا اُلٹا نفس اُکسایا اور آگ لگائی تن من میں۔

بَش شیطاناً تھاً عرفات سی کھن زید شوما
مِھئے نیِند می یِدے بنَدُو مُوئی ماریا

شیطان تمھارے منہ میں خاک! عرفات کی چوٹی پر تم شرمندہ ہو! جو مجھے خواب میں آ کر کہتے ہو کہ میری ماریا مر گئی۔

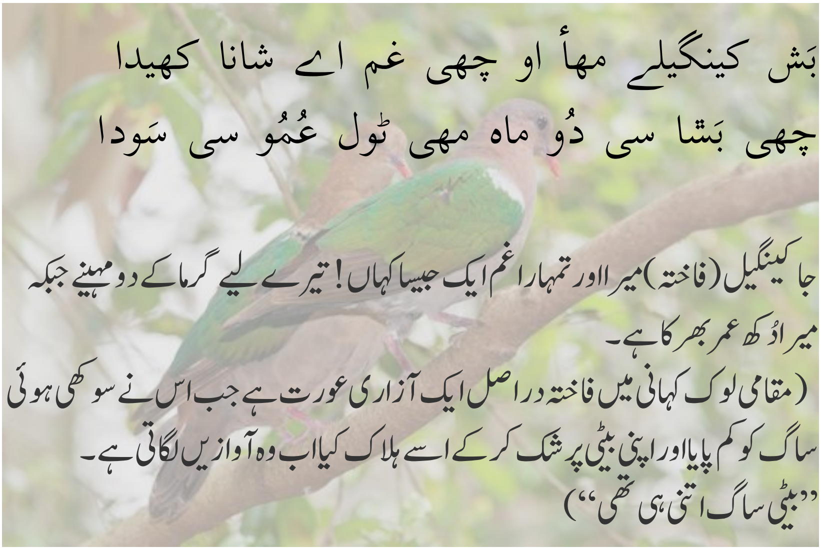

بَش کینگیلے مھأ او چھی غم اے شانا کھیدا
چھی بَشا سی دُو ماہ مھی ٹول عُمُو سی سَودا

جا کینگیل (فاختہ) میرا اور تمہارا غم ایک جیسا کہاں! تیرے لیے گرما کے دو مہینے جبکہ میرا دُکھ عمر بھر کا ہے۔
(مقامی لوک کہانی میں فاختہ دراصل ایک آزاری عورت ہے جب اس نے سوکھی ہوئی ساگ کو کم پایا اور اپنی بیٹی پر شک کر کے اسے ہلاک کیا اب وہ آوازیں لگاتی ہے۔
''بیٹی ساگ اتنی ہی تھی'')

بش کینگلے کَگئی کَھگَشیل کھندیا
آ دادا سی مزدُو مھی نأچأری سی دیرا

جا کینگیل! تجھے کھندیا کی اس کھرِدری وادی میں کس چیز کی تلاش ہے؟ میں تو بڑے بھائی کا مزدور اور ناچار یہاں ڈیرا ڈالا ہے

پن سی ماش تُھو بش مسافرأ آپ تُھو کھیدا؟
میل ہائمُو تَوَسے دے گیشتے چھینَدی شا

راہ چلتے آدمی ہو پتہ نہیں کہاں سے آئے ہو مسافر! جا جہاں سے آئے ہو یہاں عورت سے راستہ پوچھنے کی سزا سر کاٹنا ہے اور تم پیار کی بات کرتے ہو؟

پیر باوا یو کَگَدُو مِھی مَلمَل سی جاما
کنھید گھو قبولِئی، آ یتیم آمُوشا گا

پیر بابا کے حضور میں نے جو ململ کا جوڑا نذر کیا تھا بھلا اُن کے ہاں اس کی قدر کیا ہے؟ انہوں نے کہیں گھوڑے قبول کئے ہونگے جبھی تو مجھ یتیم کو بھول گیا۔

پیر باوا نہ چھودُو حاجت مند بےنوا
اَئین چونو پُوشُوأ چھی ازل ہُو کوٹا

پیر بابا کسی حاجت مند کو بے نوا نہیں چھوڑتا شائد تیری قسمت کھوٹی تھی میرے پیلے پھول۔

پُران گام لخا شام، آ ئی طالب پلواشا
تو باچا سی سیرأن سی شانرے لوز نہ پَھرا

محبوبہ پلوشا! گویا پرانا گاؤں ملک شام ہے اور میں اس مسجد کا طالب!
مگر تم بادشاہ کی اس بیٹی کی مانند وعدہ نہ توڑ۔

پیرباوائرے کو گا او چیر عُمُو نہ لھنگا
مأ تھأ دِئی پئشُمیا کُوٹھانیِن اِنگولا

میرے یار تم اگر پیر بابا جاؤ تو وہاں زیادہ عرصہ نہ گزارنا میں اگلے جمعرات تک تمہاری واپسی کی راہ دیکھوں گی۔

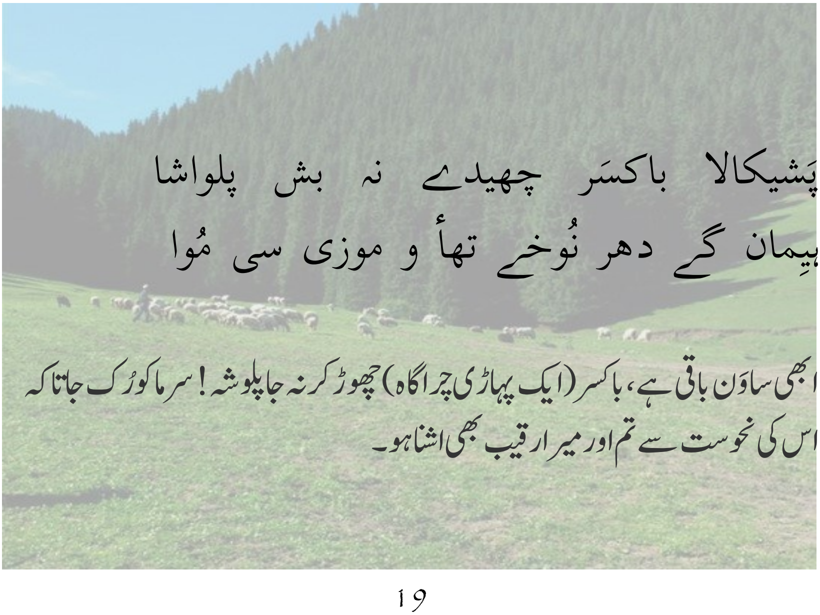

پَشیکالا باکسَر چھیدے نہ بش پلواشا
ہِیمان گرے دھر نُوخرے تھأ و موزی سی مُوا

ابھی ساوَن باقی ہے، باکسر (ایک پہاڑی چراگاہ) چھوڑ کر نہ جا پلوشہ! سرما کو رُک جاتا کہ اس کی نحوست سے تم اور میرا رقیب بھی اشنا ہو۔

پدیئے نُوڑ تھأ ریزالائے دیئی گِلا
تأ کھید جنت سی حُور أنی بیَدُو پیِٹھا

پیچھے مڑ بے وفا! تجھ سے گلہ ہے میرا مجھے چھوڑ کر کب جنت کی حور بیاہ لائے ہو جو مجھ سے پیٹھ کئے جا رہے ہو۔

پیرأ میشا مدد کو ملاکن ما لھنگا
مھی دُوبارا اِسپور بلوچستان ما توبا

میرے کامل مرشد! اس دفعہ واپس ملاکنڈ سے گزارنے میں میری مدد کریئو
اس کے بعد مزدوری کے لئے پھیکے بھدے بلوچستان آنے سے میری توبہ ہے۔

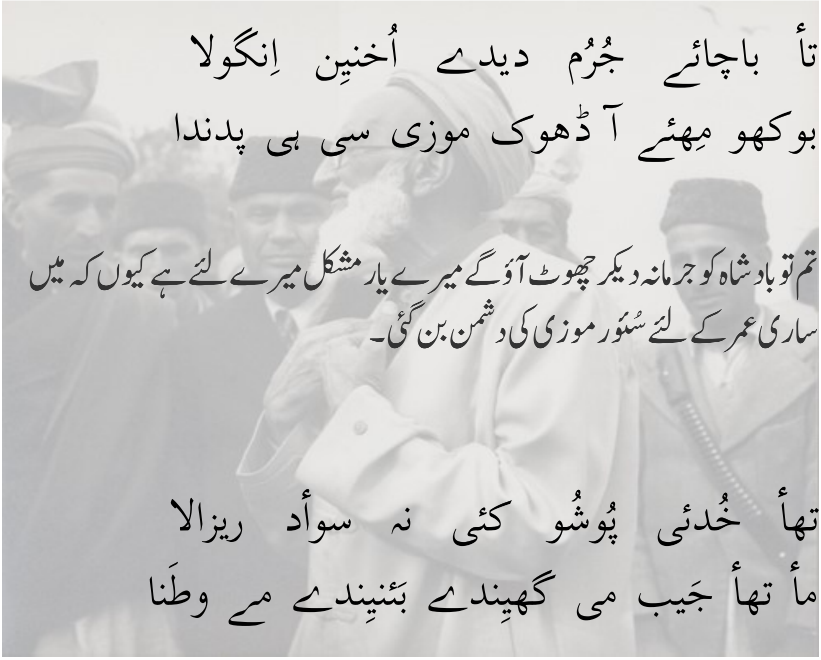

تأ باچائے جُرُم دیدے اُخنِین اِنگولا
بوکھو مِھئے آ ڈھوک موزی سی ہی پدندا

تم تو بادشاہ کو جرمانہ دیکر چھوٹ آؤگے میرے یار مشکل میرے لئے ہے کیوں کہ میں ساری عمر کے لئے سُئور موزی کی دشمن بن گئی۔

تھأ خُدئی پُوشُو کئی نہ سوأد ریزالا
مأ تھأ جَیب می گھیِندے بَئنیِندے مے وطَنا

تجھے اللہ نے پھول کیوں نہ بنایا او بے وفا میں تمہیں جیب میں چھپا کر اِس علاقے سے ہی چلا جاتا

تور کَمَر سی چَھیَا می بندیوان مھی آرواح
حی لا تھامُو یِدادُو کھید دھیری کشمالا

تور کمر (جگہ) کی چٹانوں میں خود میری روح مقید ہے مگر دل ہے کہ یہاں بھی یاد کرتا ہے کہ کہاں رہ گئی کشمالا۔

تُو مھی کیا سَتَم آسمان گے اُخ پیرباوا
ازل سی تے چیویل گیشتے مَئیموآ پَھرا

تم میرے لیے ساتویں آسمان پہ چڑھ پیر بابا اور تقدیر کی وہ تختی پکڑ کر درمیان میں سے توڑ جس میں ہمارا ملاپ نہیں۔

تأ کھید سُلیمینِک سی چھلے چَھئی کیدی آرا
چپڑ پَن دے یدے مِھئے چینجے نہ لشا

تم نے کب سُلئمینیک (علاقائی لجنڈ) کی طرح چٹانوں کو چیرا ہے بنے بنائے راستے آکر مجھے گردن مت ہِلا میں تمہاری چالوں میں آنے والی نہیں.

تُو مهی کیا کئی پیرباوائے گا اِنگولا
ڈبلا دے دیِدن تُنُو دھیدأن کأن نیِما

تم مجھے مانگنے پیر بابا کے مزار پہ کیوں گئے یار؟ بس میرے باپ کو نقدی سکے دو مجھے بیاہ لاتب وصل اپنے چولہے کے پاس مانگ۔

تُنُو یِئی کو پانسی امروزخان شہازدا
مأ ڈھیران سی ٹِپوِیڑ زید بَدَلاد چھی باوا

اپنی ماں کو پھانسی دو امروز شہزادے میں نے کوڑا کرکٹ کی دھجی (مراد موجودہ شوہر) کے بدلے تمہارے باپ کو کھو دیا۔

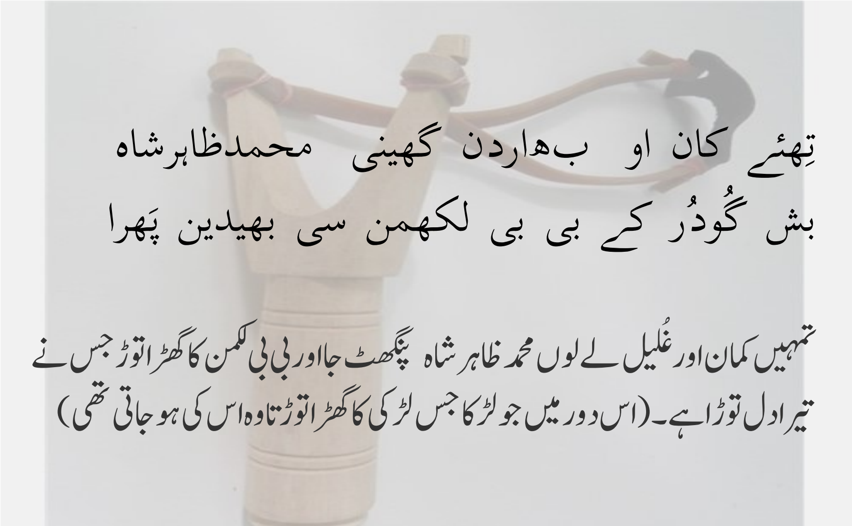

تِھئے کان او بھاردن گھینی محمدظاہرشاہ
بش گُودُر کرے بی بی لکھمن سی بھیدین پَھرا

تمہیں کمان اور غُلیل لے لوں محمد ظاہر شاہ پنگھٹ جا اور بی بی لکمن کا گھڑا توڑ جس نے تیرا دل توڑا ہے۔ (اس دور میں جو لڑکا جس لڑکی کا گھڑا توڑتا وہ اس کی ہو جاتی تھی)

تُو کو گاؤ مھائی آمن سیت نَئی اِنگولا
سَرٹپال نہ چلائی ویخ می کوئی بیلچا

محبوب میرے! اس دفعہ اگر کوئلے کے کام کو جانا ہو تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو میں سرٹپال کا کام تو نہیں کرتی وہ بڑا سخت ہوگا البتہ مائین کی تہہ میں تیرے ساتھ بیلچہ چلاؤ نگی۔

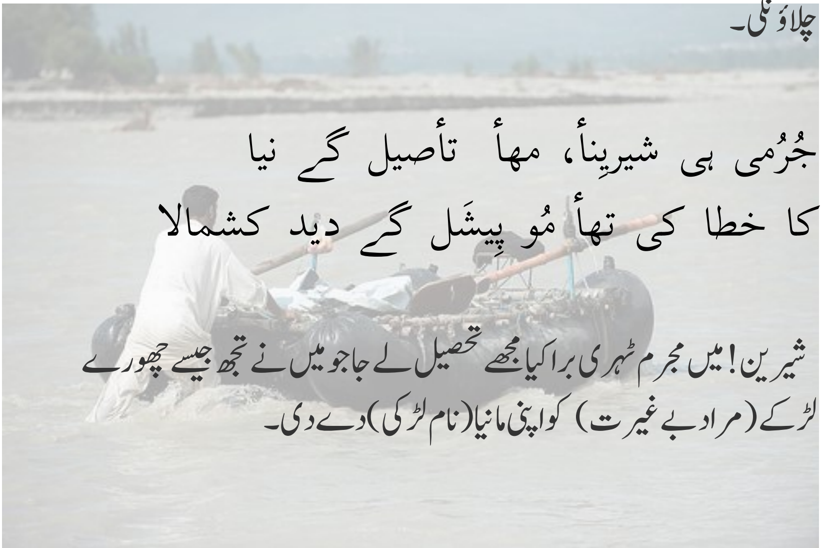

جُرُمی ہی شیرِیناٗ، مھاٗ تأصیل گے نیا
کا خطا کی تھاٗ مُو پِیشَل گے دید کشمالا

شیرین! میں مجرم ٹھہری برا کیا مجھے تحصیل لے جا جو میں نے تجھ جیسے چھورے لڑکے (مراد بے غیرت) کو اپنی مانیا (نام لڑکی) دے دی۔

جالَیوانأ جالے دے ہُنَریدے لھنگا
بُوڑ عاشق تھی نھیِگأدتی غریبی سی مُوآ

ملّاح! جالے کو ہنر مندی سے پار کرو اس پر سوار سب عاشق ہیں جو غریبی کے ہاتھوں نکلے ہیں اور ابھی مرنا نہیں چاہتے۔

جالیوان سی بھیڙیل چھِنِ مأ يِداد پیرباوا
آ ما غرق ہونیِن، یتیم دھرنیِن گل شہازدا

ملاح سے کشتی (جالے) کی چمڑے کی رسیاں ٹوٹ گئیں اور میں نے پیر بابا کو پُکارا مُبادا ڈُوب جائے اور میرا پیارا بیٹا گل شہزادہ یتیم ہو جائے۔

جمعدارأ ارواح أپ میلأشتوپ سی مُوآ
ہے مرےنیِل زنگلے آمن سیت ہوئی کَھوا

جمعدار! (مزدوروں کا نگراں، یہاں محبوب) میری روح مہمان بن کر آئی ہے یہ اکیلی اس گھنے جنگل میں پریشان ہو گی چند لمحے اس کے ساتھ گزار۔

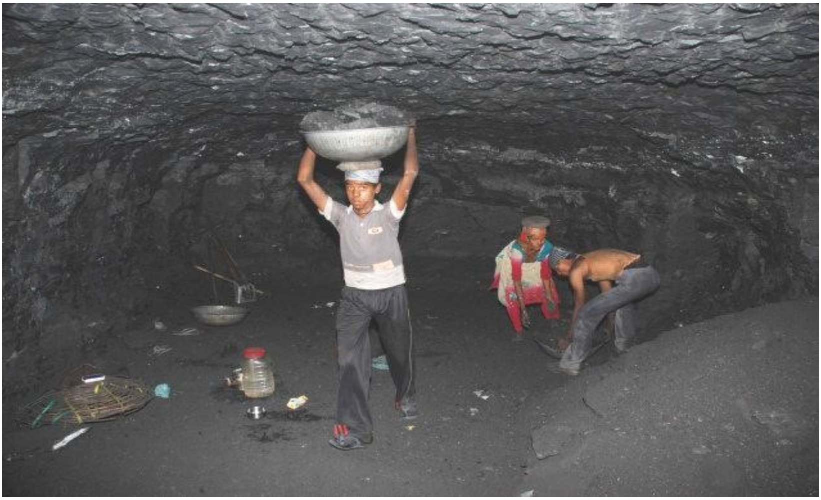

جَمَعدارأ جالکوٹ کرے نہ نَئی مھی اِنگولا
تُو تُنُو کمیشن مھأ لیونی ما نیِما

اوئے جمعدار خبر دار ! میرے محبوب کو مزدوری کے لئے جالکوٹ نہ لے جا ! تم اپنا کمیشن مجھ محبت کی ماری پاگل سے مانگ۔

چھی زیناز شیطانے گوزانین لالمینا
عزازیل چھی اِمام ہونیِن تُو چھی گُناھگا

تمہارا جنازہ شیطان پڑھیں گے لالمینہ ! عزازیل تمہارا امام ہو گا تم ہو ہی گنہگار۔

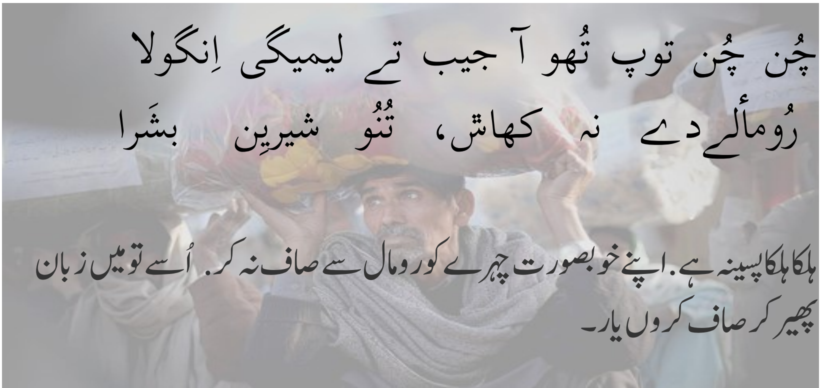

چُن چُن توپ تُھو آ جیب تے لیمیگی اِنگولا
رُومألے دے نہ کھاش، تُنُو شیرِین بشَرا

ہلکا ہلکا پسینہ ہے. اپنے خوبصورت چہرے کو رومال سے صاف نہ کر. اُسے تو میں زبان پھیر کر صاف کروں یار۔

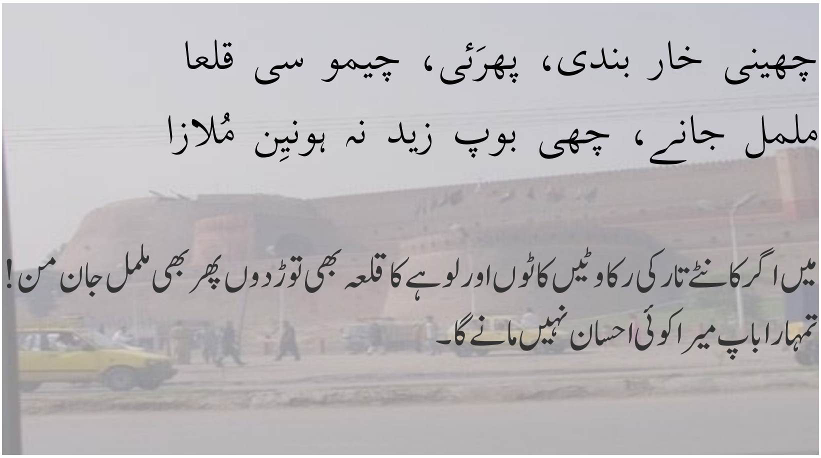

چھینی خار بندی، پھرَئی، چیمو سی قلعا
ململ جانڑے، چھی بوپ زید نہ ہونیِن مُلازا

میں اگر کانٹے تار کی رکاوٹیں کاٹوں اور لوہے کا قلعہ بھی توڑ دوں پھر بھی ململ جان من! تمہارا باپ میرا کوئی احسان نہیں مانے گا۔

چوبیریدے یأری غورا نی شی کشمالا
ڈاگا چاڑ کو میدان می مہأ أنگیدِے پَشا

چوری چھپے کی یاری اچھی نہیں کشمالہ! ڈنکے کی چوٹ پر میدان میں آ اور لوگوں کے سامنے مجھے اُنگلی سے دکھا کہ میں نے تجھے چُن لیا۔ تو بھی مجھے چُن۔

چأنڑے کتاب سی چیژ بینی، نی ہی خطا
مأ باچا سی چالان دے نیِمانیِن چھی باوا

چان (محبوبہ) نے جیسے قانونی کتاب کی لکیر پڑھی اور ٹھیک ٹھاک کہا کہ آج فیصلہ ہو کر رہے گا۔ میں تمہارے باپ کو باچا یعنی سرکار کی چھِٹی سے بلاؤں گی۔

چھی ناقص کھام اکبر باچا تَھلُودُو تخا
آ لا تَما مھأ شیرینے اُوشنیِن دِھرینا

میں اب تک آس لگائے بیٹھا تھا کہ محبوبہ مجھے زمین پر سے اُٹھائے گی مگر عورت ناقص ذات ہے انہوں نے تو بادشا اکبر کو تخت سے اُتارا تھا۔

چھی سی بھِئل کھاُمُو دید پھوگَئی دَر سی کاگا
پَن سی ماش تُھو بش مِھئے کُومُویُو نہ سَوا

میں دودھ کی جلی ہوں اور ڈرتی ہوں اس لئے دَہی بھی پھونکتی ہوں۔ تم راہ چلتے آدمی ہو میرے در (یعنی چیل وادی) والے چاچا! جا مجھے مت اُکسا۔

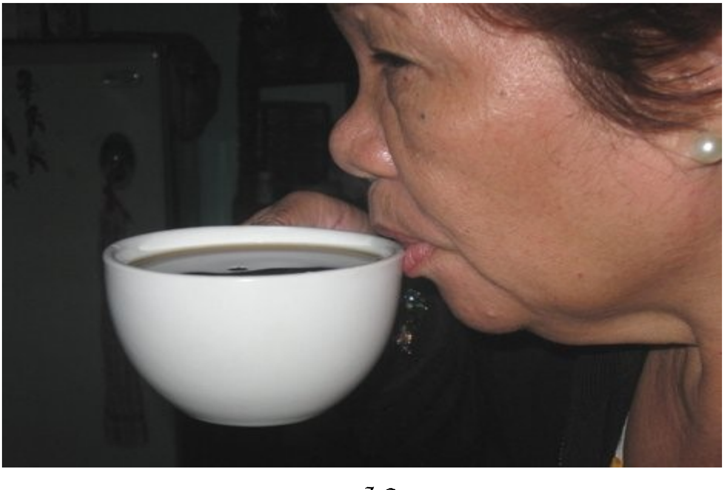

حی بَنَدُو مھیرے بش زنگلے وا مُوآ
ہرے خار پَلَڑُو نہ أپ بوٹی زید دما

دل کہتا ہے اب ہمیشہ کے لئے کسی جنگل میں جاؤں۔ شہر ہر ایک چھان مارا پر تن کو چین نصیب نہ ہوا۔

”نہ تو درد، گیا نہ دوائی ملی
میں نے ڈھونڈ کے دیکھا زمانہ“

حی دا تھو لیونئ کھاأ دے بَیَدُو مُوآ
یئ سی جیئل نہ ہودی زنگلا می پیدا

دل تو پاگل ہے کہاں جاتے ہو ہمیشہ کیلئے؟ بھائی جنگلوں میں پائے نہیں جاتے۔

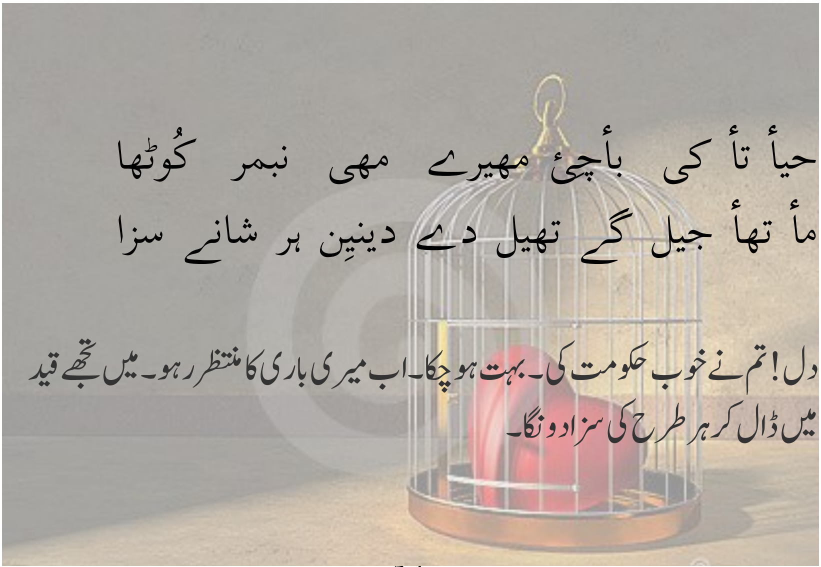

حیأ تأ کی بأچئ مھیرے مھی نبمر کُوٹھا
مأ تھأ جیل گے تھیل دے دینِین ہر شانے سزا

دل! تم نے خوب حکومت کی۔ بہت ہو چکا۔ اب میری باری کا منتظر رہو۔ میں تجھے قید میں ڈال کر ہر طرح کی سزا دونگا۔

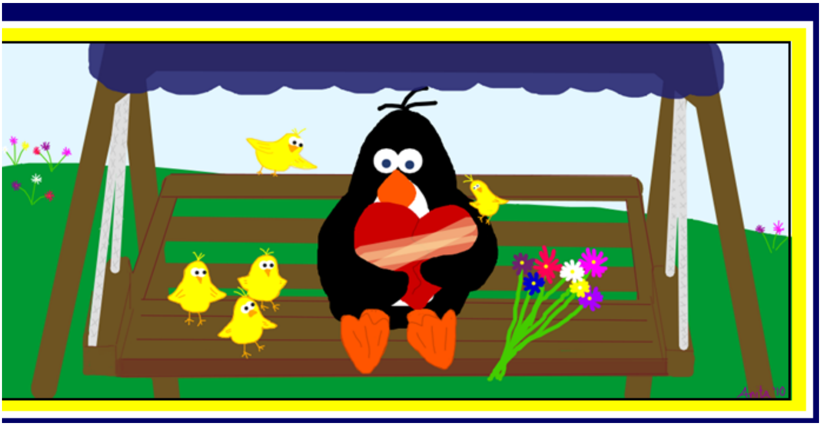

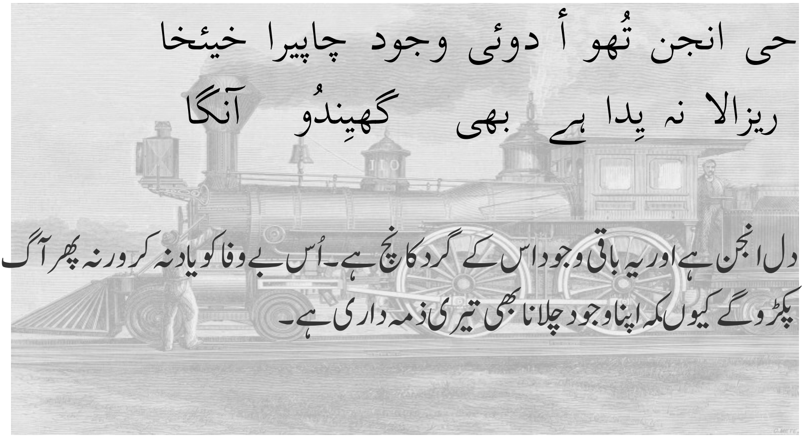

حی انجن تُھو أ دوئی وجود چاپیرا خیئخا
ریزالا نہ یِدا ہرے بھی گھیِندُو آنگا

دل انجن ہے اور یہ باقی وجود اس کے گرد کانچ ہے۔اُس بے وفا کو یاد نہ کرو ورنہ پھر آگ پکڑو گے کیوں کہ اپنا وجود چلانا بھی تیری ذمہ داری ہے۔

حی جرمن سی جہاز ژأت کرے بَیَدُو مُوآ
لولپؤ گرے پیلیڑ ترے یِدُو بوو سی دیرا

دل جرمن جہاز کی مانند ہے۔تمام رات اُڑ کر غائب رہتا ہے اور صبح کاذب تک اپنی سوہنی کے درشن کر کے واپس آتا ہے۔

حی زید جھیِل ہُوئی نھیِگاد مھی نِتکیلے دے پَلھا
کھیدیک خانگرے سأتی تُنُو باوا سی دیرا

دل پر جھاڑیاں اُگیں۔اب شاخیں میری نھتنوں سے پھوٹنے لگیں۔آخر کب تک اپنے باپ کا اجاڑ گھرانا سنبھالو نگی؟اسے میری فکر ہے ہی نہیں۔

حاتم طائی سخی زید مُود چیألاسی ہاگا
تُنُو باپ نہ آشُو، حی نی شیِلاد سکینا

آخر حاتم طائی سخی (تمہارے سوتیلے باپ) پر پھتروں کی بارش ہو ہی گئی۔ میں تیرا سگا باپ نہیں تھا سکینہ اس لئے مجھ پر تیرا دل نہیں پسیجا۔

خاناُ آ نہ جَنئی قلم سی دسخَدا
کو مہی جیِب زید اعتبار تہِسیت پالئی وعدہ

جانُو! میں قلم سے دستخط کرنا نہیں جانتی۔ میری زباں پر اعتبار کر کہ تم سے نباہ کا وعدہ کرتی ہوں۔

خان سی تہمَت مھی شا زید لگُھور زر سی جُغا
پھیِدیگینڑے شیِنیِن مأ سَرَڑ نیِن دھیرِینا

اپنے یار کی تہمت میرے سر پہ سونے کا تاج ہے۔ اس کے جھالر کے موتی زمانہ کے ساتھ گرے بھی تو میں پھر چُن چن کر زمین پر سے اٹھالونگی۔

خان شکرأ أ لأر کھیدیگ ہُوگأدچی سیقا
پُوشُو گَئیو ای بھی دھرنیِن مھی شانڑے شَلا

دوست ! یہ پھولدار بیل کتنی شان سے اُگی ہے ! مگر جب اس کے پھول جھڑ جائنگے تو یہ بھی میری مانند سوکھی لکڑی رہ جائے گی

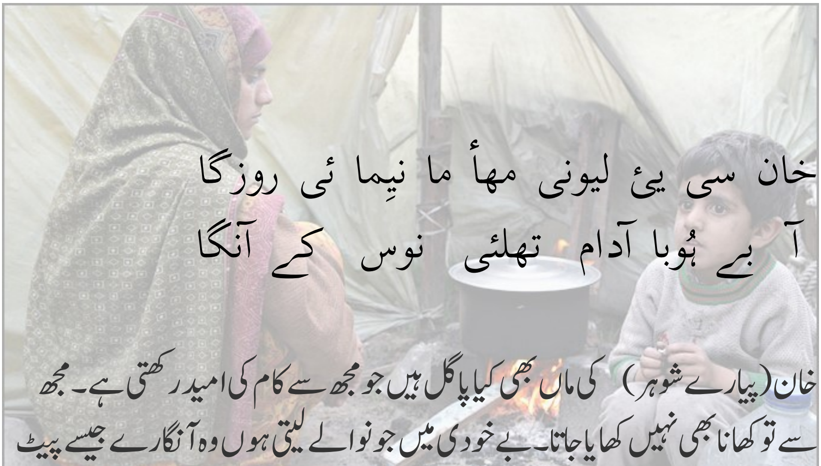

خان سی یئ لیونی مھأ ما نیِما ئی روزگا
آ برے ہُوبا آدام تھلئی نوس کے آنگا

خان (پیارے شوہر) کی ماں بھی کیا پاگل ہیں جو مجھ سے کام کی امید رکھتی ہے۔ مجھ سے تو کھانا بھی نہیں کھایا جاتا۔ بے خودی میں جو نوالے لیتی ہوں وہ آنگارے جیسے پیٹ میں پڑتے ہیں۔

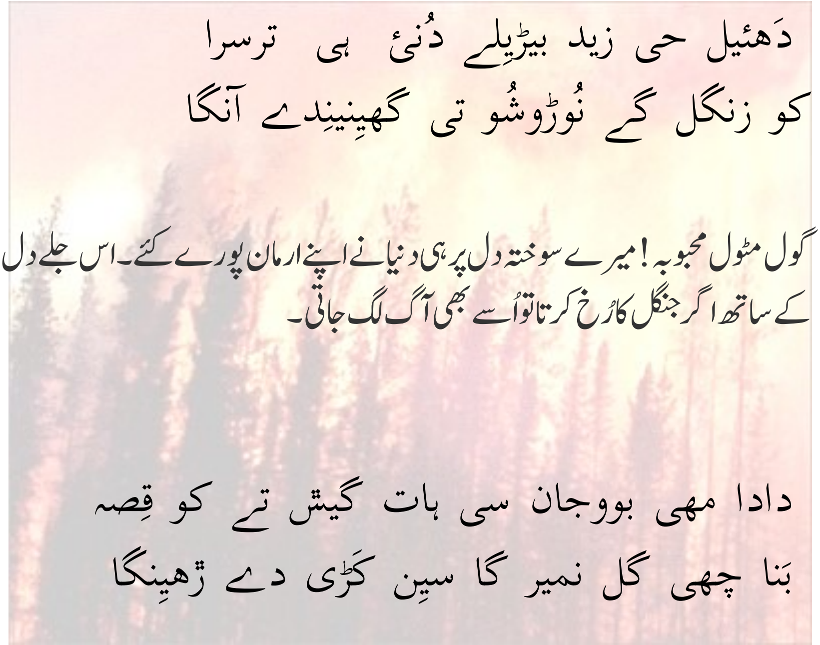

دَھئیل حی زید بیڑِلے دُنئ ہی ترسرا
کو زنگل گے نُوڑوشُو تی گھینِینِدے آنگا

گول مٹول محبوبہ! میرے سوختہ دل پر ہی دنیا نے اپنے ارمان پورے کئے۔اس جلے دل کے ساتھ اگر جنگل کا رُخ کرتا تو اُسے بھی آگ لگ جاتی۔

دادا مھی بووجان سی ہات گیش تے کو قِصہ
بَنا چھی گل نمیر گا سِین کَڑی دے ڑھینگا

بڑے بھائی! میرے معشوق کا ہاتھ پکڑ کر اُسے میرا یہ دکھڑا سُنا کہ تمہارا گل نمیر دریا کنارے(آباسین) گیا روتے روتے.تجھے یاد کرتے کرتے۔

دوست خُدَئی سی، گئیدے ینِین نَموم جینَدا
کآن پان نھیِگالنِین، أ ٹول اُمت گُناگا

خُدا کے دوست (نبی پاک) کہیں گھوم پھیر کے توّیں جنت سے آئیں گے اور شفاعت کے لئے کوئی راہ نکالیں گے ورنہ یہ تمام اُمت گنہگار ہے۔

دَنے مرمر شوماد، دُھودے مرجان کی کوٹا
تَن بُوو سی سنگِ پارا، چُموڑ یأ تَیلا

دانتوں نے مرمر کومات دے دی۔ ہونٹوں نے مرجان کھوٹا کیا۔ باقی بدن میرے معشوق کا گویا پارا۔ زُلف جیسے ریشم ہیں۔

دادا آ او قجیرِ تِھئے یُوآڑ ہی پُورا
ایس کرے تَھل پَشکالَئی مھأ یوآر تے دَھما

بڑے بھائی لومیں اور قجیر (بیل کا نام) تیرے لئے جوڑی بن گئے۔ اُسے برساتی گھاس ڈال اور مجھے جَو کی روٹی سے سیر کرتا کہ ہم دونوں تیرا ہل چلا سکیں۔

دُنئ چھل وَل سی سأت ای سیت کونیِن گُزارا
یام بیَدی، یام گئیدی، یام لا ہودی پئدا

دنیا مایا کا جال ہے۔ دھوکے کی ساتھی ہے۔ اس کے ساتھ گزارا کرنا ہوگا۔ لوگ اس دنیا سے اٹھتے ہیں۔ کچھ پہلے بھی گئے ہیں اور کچھ پیدا ہو رہے ہیں۔ یعنی یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

"اک معمّہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کیا ہے؟ کوئی خواب ہے دیوانے کا"

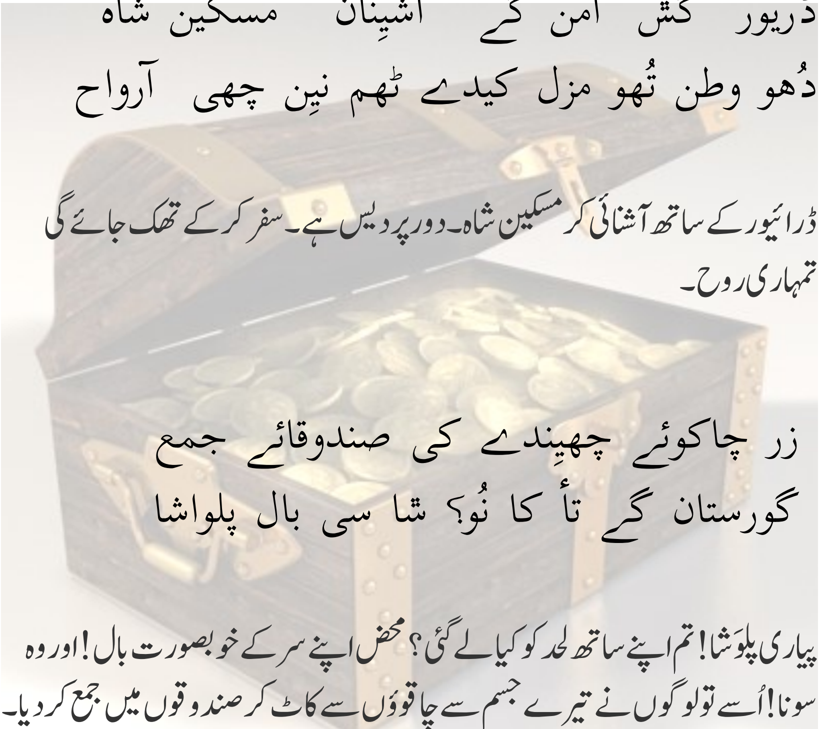

ڈریور گش آمن گرے آشِنان مسکین شاہ
دُھو وطن تُھو مزل کیدے ٹھم نِین چھی آرواح

ڈرائیور کے ساتھ آشنائی کر مسکین شاہ۔ دور پردیس ہے۔ سفر کر کے تھک جائے گی تمہاری روح۔

زر چاکوئرے چھیِندے کی صندوقائرے جمع
گورستان گرے تأ کا نُو؟ شا سی بال پلواشا

پیاری پلوَشا! تم اپنے ساتھ لحد کو کیا لے گئی؟ محض اپنے سر کے خوبصورت بال! اور وہ سونا! اُسے تو لوگوں نے تیرے جسم سے چاقوؤں سے کاٹ کر صندوقوں میں جمع کر دیا۔
"جائیں گے جب یہاں سے کچھ بھی نہ پاس ہوگا، دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہوگا۔"

شیرینے مُہابت خان سی جُمأت سی مُنارا
تی تَیل خار شِئی کی ای موزی سی دیرا

اپنی سوھنی کی مثال گویا مسجد مہابت خان کی سی ہے۔ جس نے اُدھر پیشاور شہر کو رونق بخشی ہے اور اس نے اِدھر موذی (رقیب) کے گھر کو چار چاند لگائے ہیں

زَویدا سی ازل ہُو دریاب وا پنا
ایس ہُوشا جالیوانے نھیِگالنیِن آندرا

زبیدہ کی تقدیر (رشتے بننے ٹوٹنے کی وجہ سے) دریا برد ہوا ہے۔ اب کوئی ہوشیار ملّاح ہی اسے نکال لائے گا۔ یعنی عاشق باتدبیر ہی اسے پالے گا۔

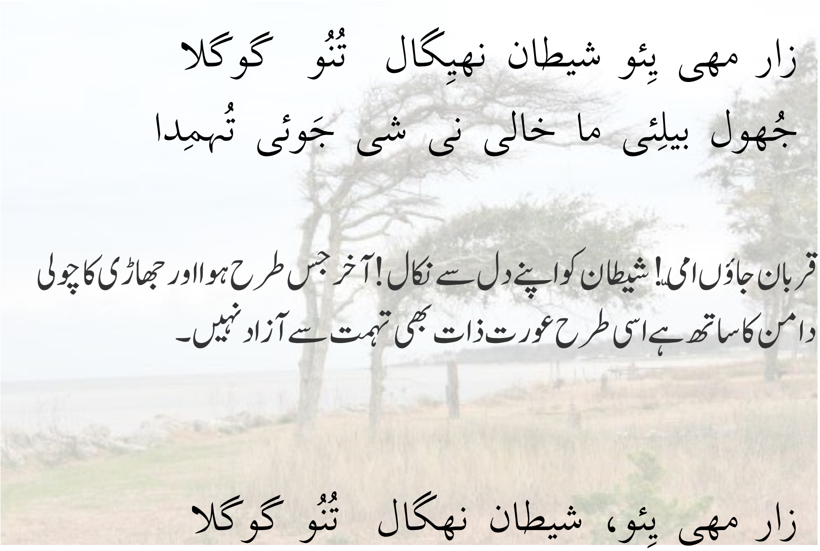

زار مهی یِئو شیطان نهیِگال تُنُو گوگلا
جُهول بیلِئی ما خالی نی شی جَوئی تُهمِدا

قربان جاؤں امی! شیطان کو اپنے دل سے نکال! آخر جس طرح ہوا اور جھاڑی کا چولی دامن کا ساتھ ہے اسی طرح عورت ذات بھی تہمت سے آزاد نہیں۔

زار مهی یِئو، شیطان نهگال تُنُو گوگلا
صالیحا زید کو مُوؤ أشیے چُن دے سُرما

قربان جاؤں ماں! اپنے دل سے شیطان نکال دے۔ صالیحہ کے پیار میں اگر مر بھی گیا تو کوئی بات نہیں۔ بلکہ اس دن تو اپنی آنکھوں میں ہلکا کاجل لگا لے۔

"حضرت ناصح گر آئے، دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائنگے کیا"

ڑو خفگان دے بَندی حی گھیِندُو آنگا
خوشألیدے کام نهیِگالدُو غم سی چیِگا

شعر دکھ سے کہے جاتے ہیں جب دل میں غم کی آگ لگتی ہے۔ بھلا کون بدبخت غم کی یہ صدا خوشی سے نکالتا ہے! ہم تو درد جب حد سے گزرتا ہے تو گا لیتے ہیں۔

"مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و الم کتنے کئے جمع تو دیوان کیا"

ژو سی مثال کوڑوال سی شیِد ہونیِن آفرا
تِھئے کوئی سُوال، دیشا نہ بن اِنگولا

شعر کی مثال داروغہ کی سی ہے۔اس سے رقیب کو خبر ہو جائے گی۔ میں تجھے التجا کرتی ہوں میرے محبوب کہ آئندا شعر مت کہا کر۔
”کھلتا کسی پر کیوں میرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے“

ژیمیڑ سی دروازا می کئی نہ ہُو پیر باوا
ہر چاربانگا بُھوش نیِندے سمندر سی چیِگا

کاش کہ پیر بابا کا مزار میرے گاؤں رامیٹ کے دروازے پر ہوتا۔ ہر صبح سمندر (شاعر کا نام) کی درد بھری صدا سُنا۔

ژات سی نِماز مومن گرے یِ دُو زَنکَدَنا
ای شیطان شگانیِن بیان کونیِن کَلِمہ

صبح کی نماز مومن کو بوقت نزع آتی ہے۔ یہ شیطان کو بھگائے گی اور مومن کے زبان سے کلمہ کی ورد جاری کرائے گی۔

آ بیئی کُن سی جمداد کرے دِئی گلا
تی ورق سی باوا زید نہ گیاد ملازا

میں جاتی ہوں اور گاؤں کنء کے جمداد نامی شخص کو گلہ کرتی ہوں کہ جس نے ورق کے ابّو پر احسان نہیں کیا اور دوست ہوتے ہوئے بھی اسے لڑائی میں مار ڈالا۔

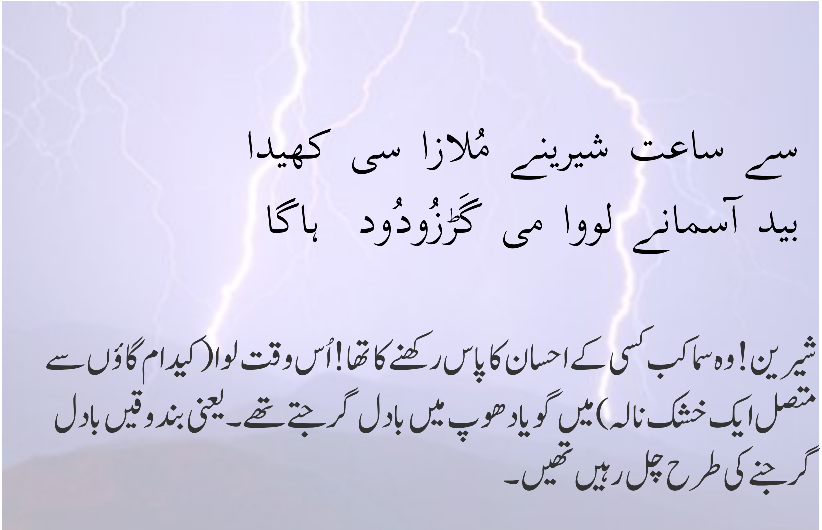

سے ساعت شیرینے مُلازا سی کھیدا
بید آسمانے لووا می گڑزُودُود ہاگا

شیرین! وہ سما کب کسی کے احسان کا پاس رکھنے کا تھا! اُس وقت لوا (کیدام گاؤں سے متصل ایک خشک نالہ) میں گویا دھوپ میں بادل گرجتے تھے۔ یعنی بندوقیں بادل گرجنے کی طرح چل رہیں تھیں۔

سمندر دریاب مھی ایک نأمی پیرباوا
یا مھأ ماڑے کھانِین یا پلڑنِین مدینہ

حضرت پیر بابا! اس دفعہ میں نے سمندر کے راستے مدینے کی ٹھانی ہے۔ مجھے مچھلیاں کھا جائینگی یا میں مدینہ کی زیارت کروں گا۔ سمندر میرا اہم نام ہے امید ہے ایسا نہیں ہو گا!

سوہنے ڈیڑ کرے نیِختے کو کابل سی تماشا
دش پیَدی سیلا سی وقت تُھو یرے پیادا

سوہنی! ذرا اونچے ٹیلے پہ آکر کابل شہر کا تماشہ تو کر۔ کتنا پیارا لگتا ہے! یہاں کے انگور پکنے لگے ہیں اور موسم بھی سیر سپاٹے کا ہے۔ اس لئے تو پا پیادہ ہی آجا۔

سادہ ماش تُھو موزی کھید میتر خضر باوا
چان معراج کرے ہُوگأد ڈیِڑ اصحاب او خُدا

جنابِ رقیب آخر سادہ آدمی ہی تو ہے! حضرت خضر تو نہیں جسے پا کر جو چان (محبوبہ) اتنا اِترائے کہ گویا معراج کو پہنچی اور صحابہ اور خدا کو دیکھ لیا۔

سات ڠَلَئی او معصوم باوا سی اے مرتبہ
دیالائے آوودی، مِھئے تھادی نیٹا

سات مقبروں والی زیارت اور معصوم بابا کا رتبہ ایک جیسا ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ یہ دوسروں کو توف ور آ پہنچتے ہیں۔ان کی منت پوری ہو جاتی ہے اور مجھے یہ ہمیشہ باری پر ٹرخاتے ہیں۔

شمشی لالے حی سی خیالے گا چھی باوا
نأ مُردہ بسأت ہی، نأئی پُش پُھنگالا

شمشی لال بیٹی ! تیرا باپ اب دل کے وسوسوں اور خیالوں میں جکڑا ہوا ہے۔نہ تو دھن دولت ملی اور نہ ہی جوان مونچھوں والا بیٹا نصیب ہوا

شیطان بن سی دشمن قرآن شیریف می بُوا
ہے پَشادُو تے پان، انسان بَیَدُو چَھیا

قرآن شریف میں دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ شیطان بندے کا دشمن رہا ہے یہ ہمیشہ وہ راستہ بتاتا ہے کہ جس پر چل کر انسان اونچی چٹان سے گرتا ہے۔

شام سی بوؤ کی لیڑ نہ چھی پَھرائی وعدہ
مھی غَما سی کَھئیل بُگار وا شَلے نہ دا

میری شام کی ملکہ کوئی بچّی نہیں کہ وعدے توڑے! اس لئے گاؤں والو کیوں غموں سے چور میرے زخمی جگر پر اندیشوں کے آرے چلاتے ہو؟'' یہ لوگ کیوں میرے درپے آزار رہتے ہیں''

شو ماہ کا تھی، لالئیأ خیر جیدُون سی نیِما
سُول نھیِگأدو مھأ مال سمان مصر می کُوٹھا

چھ مہینے ہجر میں کیا ہیں میرے یار آگے زندگی کی خیر مانگ! بس ذرا پہاڑ پر پت جھڑ کی بارش ہو گئی تو مویشیوں سمیت مصر (بحرین) میں میری واپسی کی راہ دیکھ!

عاشغے اتفاق تے أمیشی پلواشا
نیم دَورہ چھی مھو بُوڑ یِدادی بَدَرمینا

عاشقوں نے اتفاق سے پلوشہ کو بُھلادیا کیوں کہ اب نیادور دورہ ہے اب ہم سب بدرمینہ کے گُن گانے لگے ہیں۔

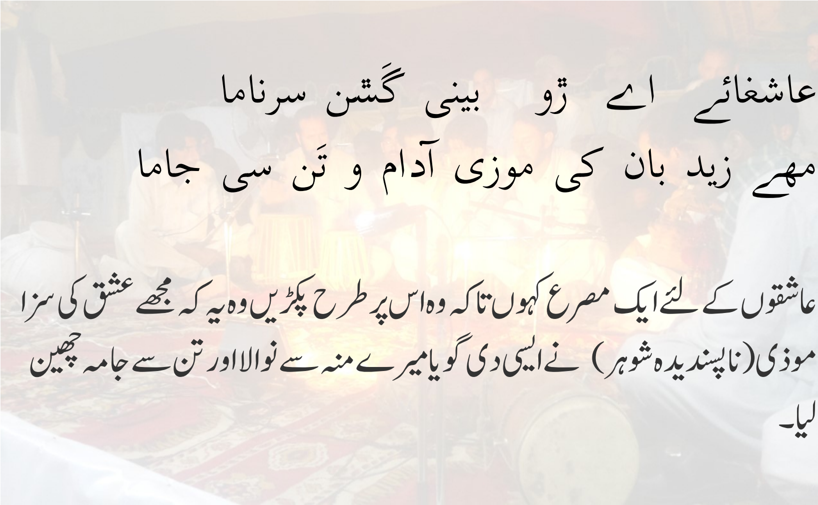

عاشغائے اے ژو بینی گَشن سرناما
مھے زید بان کی موزی آدام و تَن سی جاما

عاشقوں کے لئے ایک مصرع کہوں تاکہ وہ اس پر طرح پکڑیں وہ یہ کہ مجھے عشق کی سزا موزی (ناپسندیدہ شوہر) نے ایسی دی گویا میرے منہ سے نوالا اور تن سے جامہ چھین لیا۔

عاشق ماش کے ژات نیند نہ ییئی حی می سَودا
ہے کُوٹھادُو مَلان سی بانگ او لولپَؤ سی تا

عاشق آدمی کو رات نیند نہیں آتی دل میں کسی کا خیال اور وسوسہ رہتا ہے۔ اسے صبح کے ستارے اور مُلّا کی آذان کا انتظار رہتا ہے۔
''ہم پیار میں جلنے والوں کو چین کہاں آرام کہاں''

عاشق ماش سی ہات می ہودی سیتار او باجا
تُو آمن گرے کئی نہ گھیِندُو وزیر ذادا

عاشق آدمی کے ہاتھ میں ہر وقت ستار اور باجا رہتے ہیں تم اپنے لئے کیوں نہیں خریدتے میرے وزیرزادے یار۔

غَریبی گل نمیرأ جدَگاسی جاما
آ خو یِدے چھی لولپؤ سی نُخُو زید کَھوا

بیٹا گل نمیر! غربت تو نوجوانوں کی عزت ہوتی ہے پر میں تمہارا یوں منہ اندھیرے (قرض کی وجہ سے) مشقت پر نکلنے پر کڑھتی ہوں۔

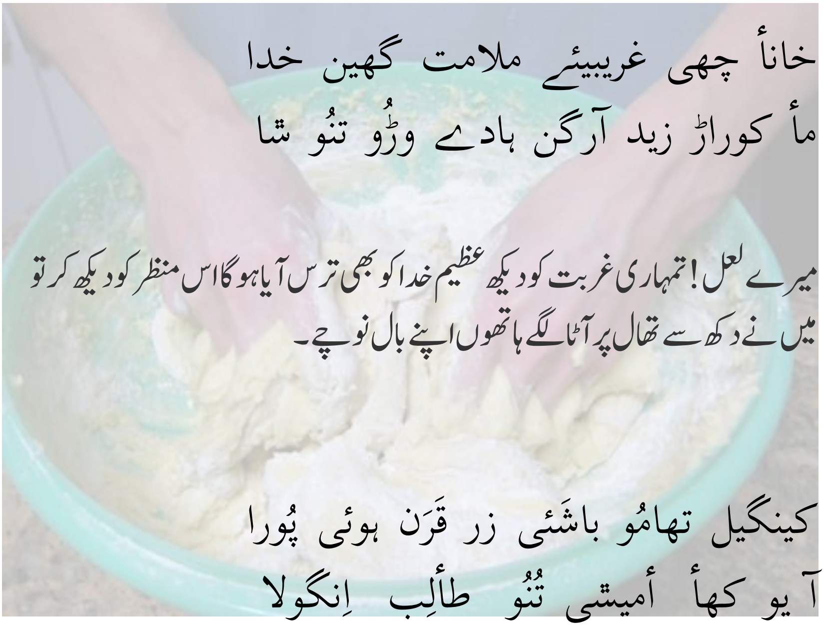

خاناً چھی غریبیئے ملامت گھین خدا
مأ کوراڑ زید آرگن ہادے وڑُو تنُو شا

میرے لعل! تمہاری غربت کو دیکھ عظیم خدا کو بھی ترس آیا ہوگا اس منظر کو دیکھ کر تو میں نے دکھ سے تھال پر آٹا لگے ہاتھوں اپنے بال نوچے۔

کینگیل تھامُو باشَئی زر قَرَن ہوئی پُورا
آیو کھأ أمیشی تُنُو طأِلب اِنگولا

ہزار برس کا عرصہ بیت گیا پر یہ فاختہ اسی طرح کُوں کُوں کی دُہائی دیتی ہے ایسے میں کیسے بھولوں اپنے بھولے طالب آشنا کو۔

ہأئمُو دیدُو درشن آمن گیادُو تازا
بے پَروَئی دے بشنِین شیرین بوو سی ارزا

دل تو نہیں چاہتا مگر بن ٹھن کر خود کو تروتازہ رکھتا ہوں ڈر ہے بے پروائی سے کہیں میری سوہنی جیسی محبوبہ کی آبرو نہ جائے۔

کا آرمانے بیَدی مہتاب گل شہازدا
لونگ غندل و نیم بِھمیدیِری تُھون میراثا

مہتاب گل شہزادے! کسے نازک غنچے المناک حالت میں تیرے گھرانے سے اُٹھتے جاتے ہیں اور ترکے میں نئی نویلی دُلہنیں رہ جاتیں ہیں۔

کَھیما می مَشال جلَدی نیدأ کُوآ
دُئی مُو کام تُھو اَیَن ہُوگأد ڈولی پلواشا

کَھیم (گرمائی بانڈہ) کے گھروں میں دیئے جلتے ہیں یہ کوئی اور نہیں ہو سکتا شائد ڈولی پلوشہ ہی آئی ہو گی آؤ تاکتے ہیں۔

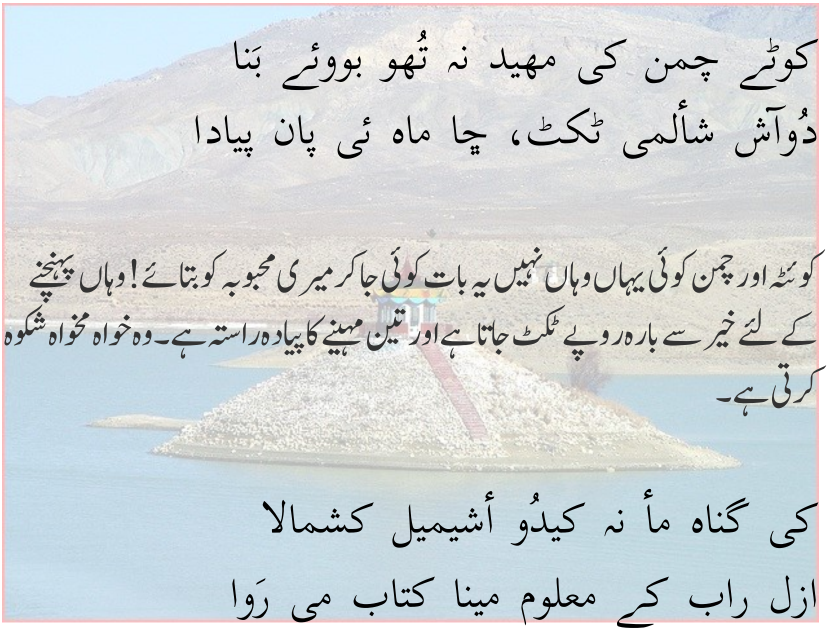

کوٹڑے چمن کی مھید نہ تُھو بووئے بَنا
دُوآش شألمی ٹکٹ، چا ماہ ئی پان پیادا

کوئٹہ اور چمن کوئی یہاں وہاں نہیں یہ بات کوئی جا کر میری محبوبہ کو بتائے! وہاں پہنچنے کے لئے خیر سے بارہ روپے ٹکٹ جاتا ہے اور تین مہینے کا پیادہ راستہ ہے۔ وہ خواہ مخواہ شکوہ کرتی ہے۔

کی گناہ مأ نہ کیدُو أشیمیل کشمالا
ازل راب کرے معلوم مینا کتاب می رَوا

کوئی گناہ نہیں کیا میں نے، میری ریشمی کشمالہ! (پیار کا اظہار کر کے) تجھ سے نسبت کی تقدیر کا تو رب کو پتہ تاہم کتاب کی رو سے پیار جائز ہے۔

کویو چھینو نہ لَھا دی لار تھلَدی ماما
کشمالا پورأنی ہی نہ یِدا دوبارا

کپڑے جب پھٹ جائیں ماما میرے انہیں پھینک دیا جاتا ہے۔ کشمالہ کی بات بھی اب پرانی ہو گئی اسے پھر سے یاد نہ کر۔

کَمَل تُغا سی بور سواد انات سی باوا
مھی گھیِنُو سی سِیمام شیِد نہ تُھو آفرا

انات کے باپ نے کمل گاؤں کو بارات کی جھنڈیوں سے خوب سجادیا مگر میرے بیاہنے کے اس دُھوم دھام سے بھی رقیب کو خبر تک نہیں۔

موزی ڈوم ہوگالیئ، امن گرے کودُو بیوا
لیبیل شیِرے دھرنین مأ تھأ گھیِن نیِن اِنگولا

موزی (ناپسند منگیتر) ڈھولچی لایا ہے اور شادی کا اہتمام کر رہا ہے سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جانم! میں تجھے ہی لے لو نگی۔

کوٹڑے سی منیجراٗ، توَس کوئی تھاٗما
خان کُرسی زید بھئیل کو کَھرَشودُود کولا

اوئے کوئٹہ والے منیجر! پوچھتی ہوں تم سے وہاں یار میرا کرسی پر براجمان تھا۔ یا کہ کوئلہ کھود رہا تھا۔

گل نمیر سی یتیم دَھرِئی ورق او گل شا
مدام دُھودے دَھئیل آ ڑے ڈلَدی مُوآ

ورق اور گل شا، گل نمیر کے یتیم رہ گئے ہیں۔ ہر وقت سوکھے ہونٹ اور چہروں پر آنسوؤں کی جھڑی ہے۔

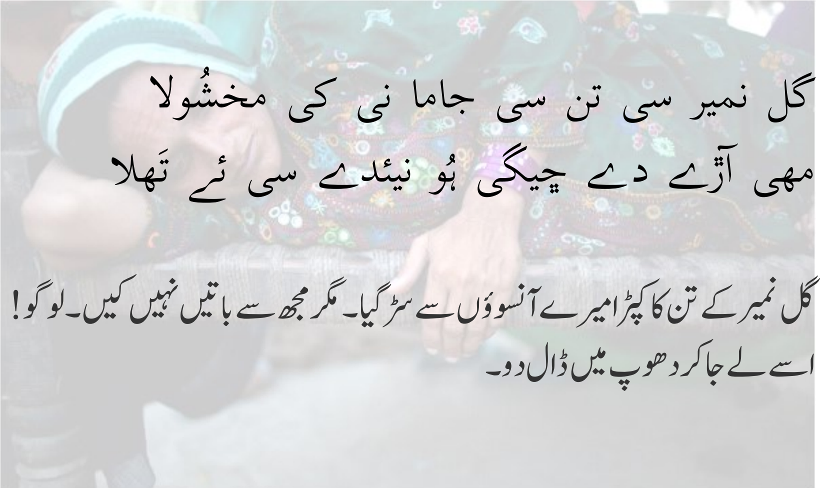

گل نمیر سی تن سی جاما نی کی مخشُولا
مھی آڑے دے چیگی ہُو نیئدے سی ئرے تَھلا

گل نمیر کے تن کا کپڑا میرے آنسوؤں سے سڑ گیا۔ مگر مجھ سے باتیں نہیں کیں۔ لوگو! اسے لے جا کر دھوپ میں ڈال دو۔

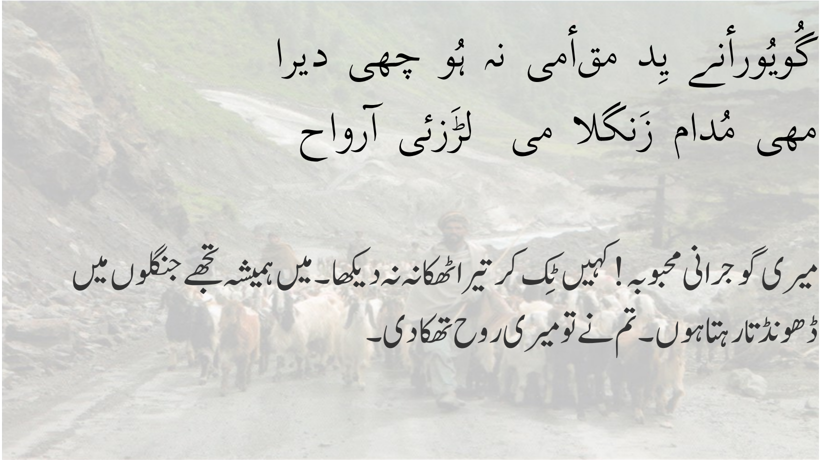

گُویُورأنے یِد مقأمی نہ ہُو چھی دیرا
مھی مُدام زَنگلا می لڑَزئی آرواح

میری گوجرانی محبوبہ! کہیں ٹِک کر تیرا ٹھکانہ نہ دیکھا۔ میں ہمیشہ تجھے جنگلوں میں ڈھونڈتا رہتا ہوں۔ تم نے تو میری روح تھکادی۔

گُویُورأنے مے پن دے بھی نہ یے دوبارا
تو دیائی جُرم مھے کیش نہ تھی ڈبَلا

گوجرانی! اس رستے پہ دوبارا مت آیا کر تم مجھ سے جرمانہ دلاتی ہو جبکہ میرے پاس دینے کے لئے سکے نہیں۔

گھین کوویدے تھأ جُمأت سی طالب اِنگولا
مھی دَرے دے یِأدے ہُوزُوپا سَرڑا

کاش! قدرت حق سے تو کسی مسجد کا طالب ہوتا آشنا میرے۔ وظیفہ اکٹھا کرنے تُو میرے در پہ آتا رہتا! اس بہانے تیری دید ہوتی۔

گُوپ نِھگادو گھین نَھد تَلَئ ئے وأد پلواشا
مأ حساب کی قبر می چھی تیلین ہی پورا

پلوشہ ! خزاں آئی تو بڑا دریا تہہ میں بیٹھ گیا۔ میں نے حساب لگالیا قبر میں تیرا پورا برس بیت گیا۔

گھومے ڈأن کی چُوکشا پھونڈو بَسان ہیدے گا
چھی باوا سی ٹکٹ پُورا نہ ہو ظاہرشاہ

ڈالی ڈالی گندم اُگا۔ سرسوں بھی کھل اُٹھا، بہار آہی گئی۔ (مگر میرے مرحوم بیٹے) ظاہر شاہ ! پردیس میں تیرے باپ کی واپسی کا ٹکٹ اب بھی پُورا نہیں ہوا۔

گھین خُدئی گئیات خیر لأرے نہ مُو چھی باوا
تأ ڈھیرِیئِے ونیِندے، نہ پَشنیِندے جُسا

عظیم خدانے خیر کی میری کومل سی بیٹی کہ تیرا باپ (کوئٹہ میں کوئلے کی کان کے حادثے میں) نہیں مرا۔ ورنہ تو قبر کی ڈھیری کو ہی پہنچتی اور میرا چہرا کبھی نہ دیکھ پاتی۔

گھین کُویدے مھأ پو تھأئی سیرأن اِنگولا
چھی باوائِے آ زَر کِئیدے انبارے پُورا

قدرت مجھے لڑکا بناتی اور تجھے لڑکی میرے یار پھر تو دیکھتا کہ میں کس طرح تجھے پانے کے لئے تیرے باپ کے سامنے سونے کے ڈھیر لگاتی!

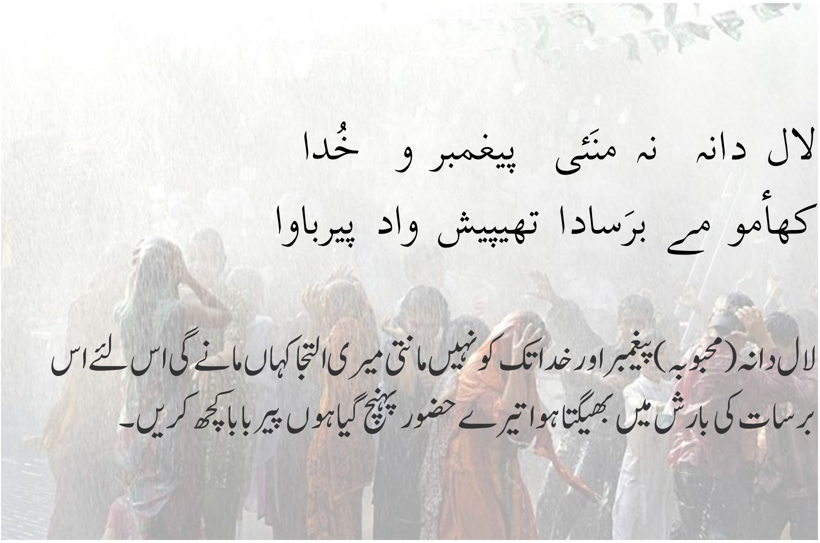

لال دانہ نہ منَئی پیغمبر و خُدا
کھأمو مے برَسادا تھیپیش واد پیرباوا

لال دانہ (محبوبہ) پیغمبر اور خدا تک کو نہیں مانتی میری التجا کہاں مانے گی اس لئے اس برسات کی بارش میں بھیگتا ہوا تیرے حضور پہنچ گیا ہوں پیر بابا کچھ کریں۔

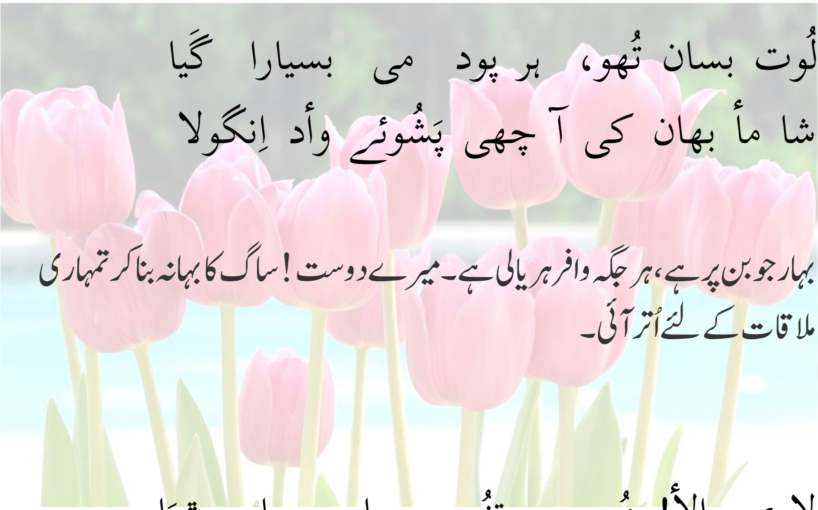

لُوت بسان تُھو، ہر پود می بسیارا گَیا
شا مأ بھان کی آ چھی پَشُوئے وأد اِنگولا

بہار جوبن پر ہے، ہر جگہ وافر ہریالی ہے۔ میرے دوست! ساگ کا بہانہ بنا کر تمہاری ملاقات کے لئے اُتر آئی۔

لاری والأ! دُو پیس تنُو حساب ما شَیَا
گِریمی چھی مھی خان کوٹڑے سی خار کرے آوا

لاری والے! تم دو پیسے کچھ اپنی بابت سے بھی لگا یعنی کرایہ کم لو۔
ارے کچھ گرمی کا بھی پاس رکھو میرے آشنا کو کوئٹہ شہر پہنچا دو۔

مھیرے اُوخ کوٹڑے والأ، لھات کفن سی غَما
کھام مھی چیر تُھو کینئے مھئے والنیِن گورخانا

بیٹا اب آ بھی جا کوئٹہ والے! تم مجھ پر کفن ڈالنے سے بھی بری الذمہ ہوئے میرا بڑا خاندان ہے کوئی میرے لئے قبر بھی کھودے گا!

مھی مثال نَم کویو سی پُرأنی ہدے گا
کھأ مُو خان سی لھؤگرے نہ یِوؤ سأت مینا

میری مثال نئے لباس کی جو پرانا ہو گیا اسی لیے میرے یار کو پہننے کی چاہت نہیں ہوتی۔

مھِزید کا ہُو ماشو مھی زرین شال دِھشترے گا
مھیرے نامہ ٹِیویڑ ترے بُورائی تُنُو شا

خالہ مجھ پر یہ کیا بیتی ! میرا زریں شال جل گیا اب بس نام کی دھجی سے اپنے سر کو ڈھانپ رہی ہوں۔ (مراد پیارا شوہر مر گیا اب ایک نکمّا رنڈوا نباہ رہی ہوں)

مُوش مُوش کینگیل پأش مهأ یتیم سی آرواح
سے یِدائی تھِدیک، آ یِدادُو ریزالا

آگے آگے جنگلی کبوتر اور پیچھے مجھ یتیم کی روح لرزاں و ترساں! وہ ''اُتنا ہے، اتنا ہے'' کی دُہائی دیتا ہے جبکہ میں بے وفا بے وفا کا شور مچاتا ہوں۔

موزیگَیاأ! کَھشگأن بیکھِین مھی شا ٹِن نہ تھا
نین نہ یِئی بے خان سی أشِمیل مَڑوانا

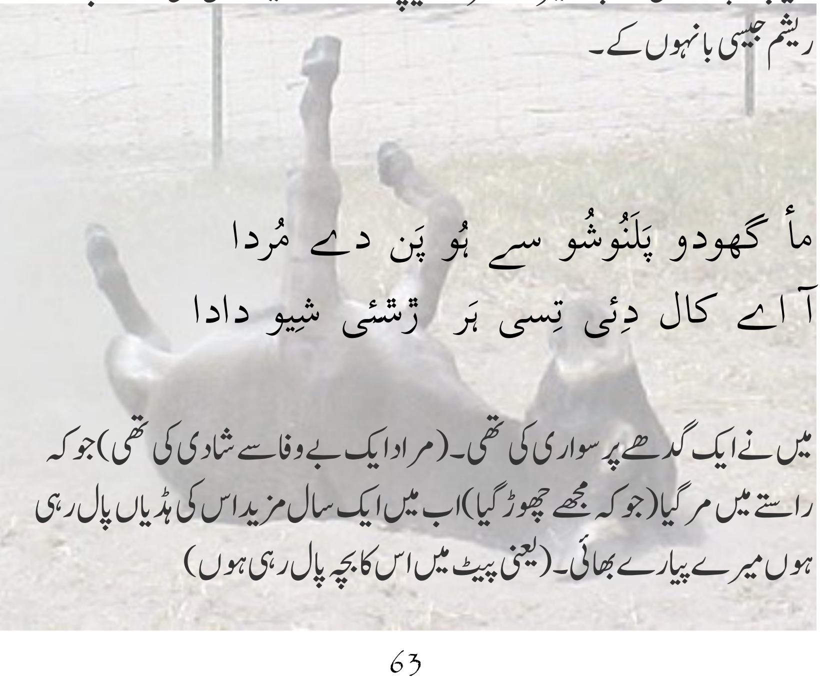

رقیب! اپنا خارش زدہ بازو میرے سر کے نیچے نہ رکھ مجھے نیند نہیں آتی بنا محبوب کے ریشم جیسی بانہوں کے۔

مأ گھودو پَلَنُوشُو سے ہُو پَن دے مُردا
آ اے کال دِئی تِسی ہَر ژشئی شِیو دادا

میں نے ایک گدھے پر سواری کی تھی۔ (مراد ایک بے وفا سے شادی کی تھی) جو کہ راستے میں مر گیا (جو کہ مجھے چھوڑ گیا) اب میں ایک سال مزید اس کی ہڈیاں پال رہی ہوں میرے پیارے بھائی۔ (یعنی پیٹ میں اس کا بچہ پال رہی ہوں)

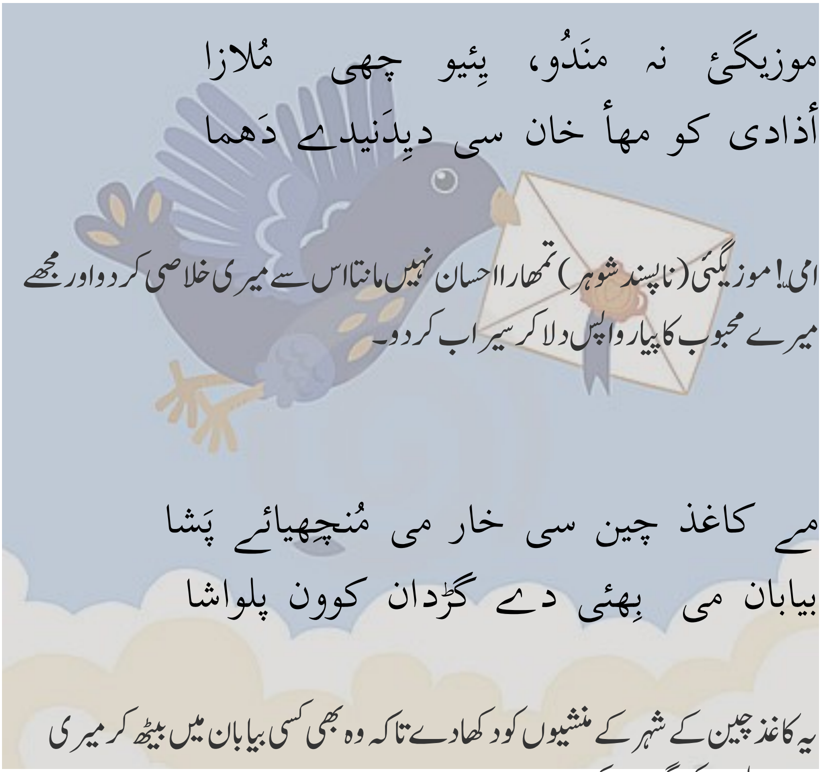

موزیگئ نہ مندُو، پِئیو چھی مُلازا
أذادی کو مہأ خان سی دِیدَنیدے دَھما

امی! موزیگئ (ناپسند شوہر) تمھارا احسان نہیں مانتا اس سے میری خلاصی کردو اور مجھے میرے محبوب کا پیار واپس دلا کر سیراب کردو۔

مے کاغذ چین سی خار می مُنچِھیائے پَشا
بیابان می بِھئی دے گڑدان کوون پلواشا

یہ کاغذ چین کے شہر کے منشیوں کو دکھادے تاکہ وہ بھی کسی بیابان میں بیٹھ کر میری پیاری پلوشہ کی گردان کرتے رہیں۔

مھی آرواح نیل گھولیئی یِنیِن عَرَش تے مُوآ
چاڑ کونیِن پشم دارے تو خوشال کو کھوا؟

نیلے کبوتر کی مانند میری روح آسمان کی طرف سے آئے گی اور آواز دے گی۔ پلوشہ! تم خوش ہو کہ ناراض؟

مَلمَل جانٔے چھی باپ کھید کَمَل سی خیراللّٰہ
تی چھینئی خاربندی نیلی نہ ہوئی دوبارا

ململ جان! تمہارا باپ کہاں کمل گاؤں کا خیر اللہ ہے جس نے تو خار بندیاں توڑی تھیں اور خار دار جھاڑیاں ایسی کاٹی تھیں کہ پھر کبھی ہری نہ ہو سکیں۔

مُختور مُوئے ینیِن گلاب جان سی باوا
کا چھی سُوم سی ڈھیری زید نہ گیاد مُلازا

اب گلاب جان کے والد شرمندہ منہ لے کر آئیں گے (تیری تدفین میں شرکت نہ کر کے) یہ اچھا ہی ہوا جو وہ تیری قبر کی ڈھیری پر بھی احسان نہ جتا سکا۔

متر کَهن سی شراب، یُوار ہأپیم سی نشا
تی چھی یِئ بے ہیبی کی تھأ موؤ ظاہرشاہ

پہاڑ چراگاہ کی پنیر، شراب اور جَو کی روٹی کی مثال افیون کی سی ہے۔ جس نے تیری ماں کو بے خود کیااور نیند میں تجھے پہلو کے نیچے دبا کر مار دیامیرے ننھے ظاہر شاہ!

مأ او مھی ہمزاللّٰہ دِئی جیدون تھؤ نیٹا
نوس آدام نہ نِمادُو تن لھؤ گے جاما

میں نے اور میرے حمزاللہ نے دوسری زندگی (اگلے جہان) کو ترجیح دینے کا فیصلہ کیا۔ جہاں نہ تو پیٹ کو کھانے کی اور نہ ہی تن ڈھانپنے کے لئے کپڑوں کی ضرورت ہے۔

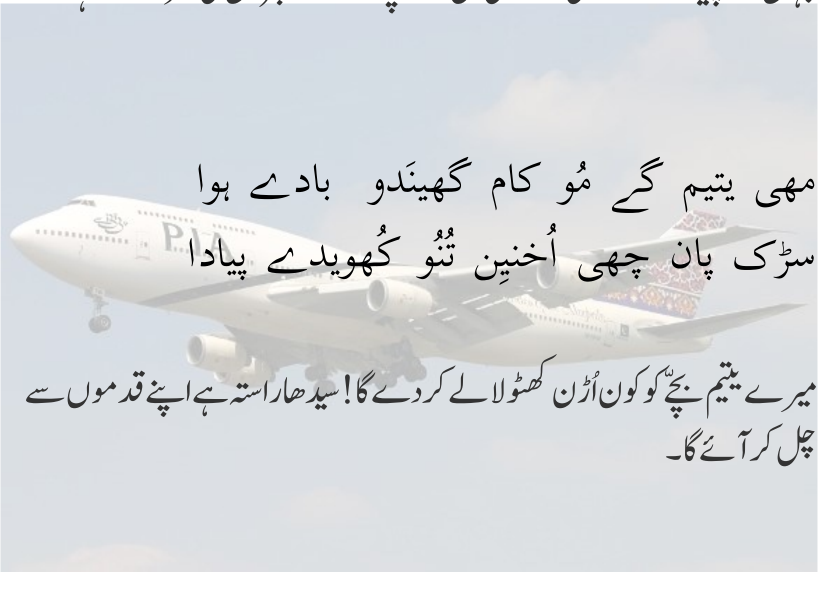

مھی یتیم گے مُو کام گھیندَو بادے ہوا
سڑک پان چھی اُخنِین تُنُو کُھویدے پیادا

میرے یتیم بچّے کو کون اُڑن کھٹولا لے کر دے گا! سیدھا راستہ ہے اپنے قدموں سے چل کر آئے گا۔

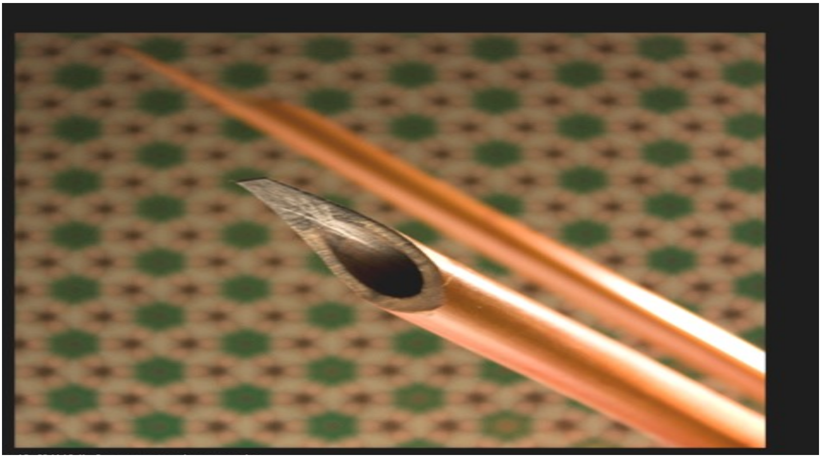

مھی پُوشُو ہِیمان گرے پُھونڈَدُو ہودُو تازا
پشیکالا شُویَدو، نأ گھینَدی آنگا

میرے من کا پھول سردی کے موسم میں کھِلتا ہے جبکہ گرمی میں یہ سوکھتا ہے اور جڑیں آگ پکڑتی ہیں۔

مھی ازل سی دِیئِے مُویُودُود میگ او ہاگا
ہات ٹگُودُود قلم سی ژھِیگ نہ دِید مُلیکا

میری تقدیر بننے کے دن بارش اور اولے گر رہے تھے جس سے فرشتے کے ہاتھ ٹھٹھر رہے تھے تبھی وہ قلم چلا نہ سکا۔ ’’برے نصیب میرے‘‘

مھی ازلے تھے سیت ئی مھال ہونِین انگولا
بَھِئ قلارے امن گرے کُومُویو نہ سَوا

میری تقدیر تیرے ساتھ بھی ایسی ہی ہوگی جس طرح اب بھگت رہی ہوں۔ آرام سے بیٹھو اپنے لئے مصیبت کھڑی نہ کر میرے یار۔

مھی نیستیئے گڑن تِھلدے اخور کے گَھنا
ہے بنئی آ دِئی مومن سیت ہوئی کَھوا

میری نیستی کو رسی ڈال کر گھر کے پچھواڑے میں باندھ لے۔ یہ کہتی ہے کہ میں دوسرے مومن بندوں کے ہاں پریشان رہتی ہوں۔ ”مشکلیں مجھ پر پڑی اتنی کہ آساں ہو گئیں“

موزیگَئ سی ارمان خو گھالُونُو جمدانا
ایگ ایک کُووَدُو چاڑ، سیرأنے ہات پَھرَگا

موزیگئی کے ارمان صرف اور صرف گھاس کاٹنا ہے جمدانہ! تھوڑی تھوڑی دیر میں ہانک لگاتا ہے ”لڑکی! ہاتھ ڈالو جلدی کرو“

مَئینتوب سی کلاش کرے نہ کُومُوش اِنگولا
اِسی مثال یوآر سی، بھی گَشدُو   شانگا

پیار والے گھرانے کو مت ترس یار اس کی مثال جوئی کی روٹی کی سی ہے جسے نگلو تو حلق میں کانٹے چُبھ جاتے ہیں۔

میَنتوب می ماش کَلا کَلا ہودُو کَھوا
تُو مُدام خوشألی نِمادُو   وزیرذادا

پیار میں آدمی کبھی کبھی روٹھ بھی جایا کرتا ہے مگر تم ہمیشہ خوشی چاہتے ہو پیارے نواب ذادے۔

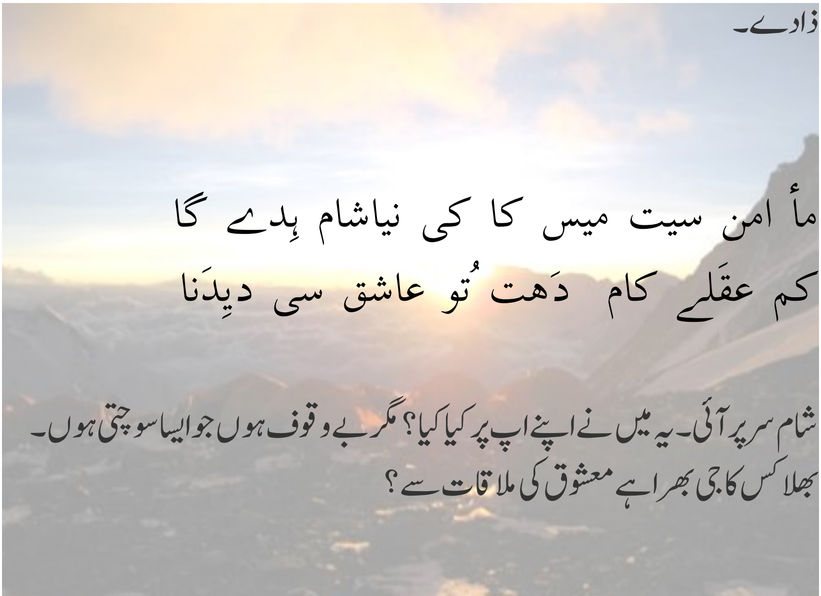

مأ امن سیت میس کا کی نیاشام ہِدے گا
کم عقَلے کام دَھت تُو عاشق سی دیِدَنا

شام سر پر آئی۔ یہ میں نے اپنے اپ پر کیا کیا؟ مگر بے وقوف ہوں جو ایسا سوچتی ہوں۔ بھلا کس کا جی بھرا ہے معشوق کی ملاقات سے؟

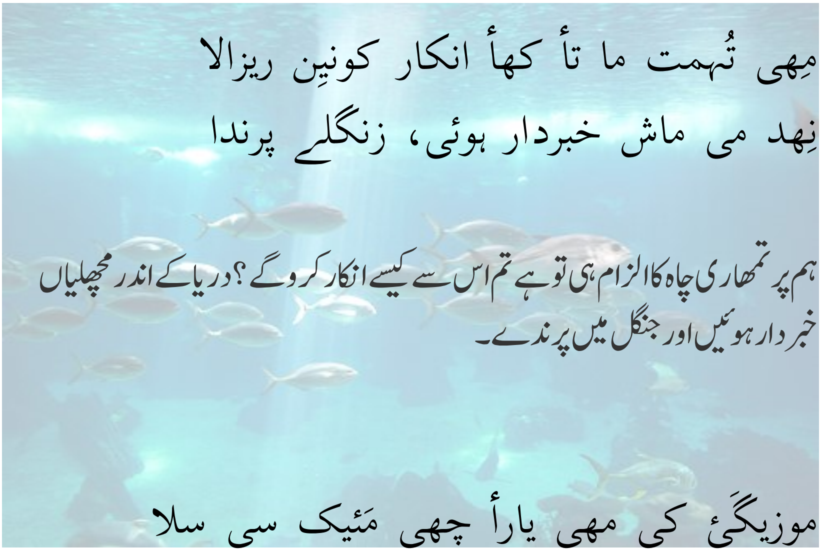

مِھی تُہمت ما تأ کھأ انکار کونِین ریزالا
نِھد می ماش خبردار ہوئی، زنگلے پرندا

ہم پر تمھاری چاہ کا الزام ہی تو ہے تم اس سے کیسے انکار کروگے ؟ دریا کے اندر مچھلیاں خبر دار ہوئیں اور جنگل میں پرندے۔

موزیگئَ کی مھی یارأ چھی مَئیک سی سلا
مأ کُوراڑ زید آرگن ہادے وَڑُو تُنُو شا

میرے یار! موزیگئی نے تجھے مارنے کی صلاح کی اور میں نے تھال پر آٹا لگے ہاتھوں اپنے سر کے بال نوچے۔

مُوش عقل سی تَوَس خلق کوؤدُود مھأما
مھیرے گوئرے بَنَدی کرے اُولادتُو ہلا

پہلے لوگ عقل مجھ سے پوچھ کر سیکھا کرتے تھے مگر اب بیل پکارتے ہیں کہ کب ہل سے کھولا گیا ہوں۔

مھأ نیئدے کشمالا سی کھاماٗ جیل گرے تَھلا
گناہگا زید جائز ترے مقرر چھی سزا

کشمالا کے خاندان والو! مجھے لے جا کر جیل میں ڈال دو۔ پیار کیا ہے، گناہگار پر جائز سزا مقرر ہے۔

مھأ او شمیم آرا اے گورستان می دَبا
ماس کیمیئرے کھانیِن ہَرے کونیِن مَخشُولا

مجھے اور شمیم آرا کو ایک ہی گور میں دفن کرو۔ گوشت کیڑے کھائیں گے مگر ہڈیاں پیار بھری باتیں کریں گی۔

مھرے زید لأش غریبی تنُو آرمان کی پُورا
دُنئ سی چاپیرا گِیائی نَن او ہانا

مجھ پر اس بری آفت غربت نے اپنے ارمان پورے کئے۔ دنیا کے گرد ننگا بھوکا گھماتی رہتی ہے۔ (یعنی محنت مزدوری کے لئے بھوکوں بھانت بھانت جانا پڑتا ہے)

مأ فکر کی أ بات مھأما نہ ہوئی پُورا
دُو نِمأت بنگڑئی ایک پُھولیلاسی جوڑا

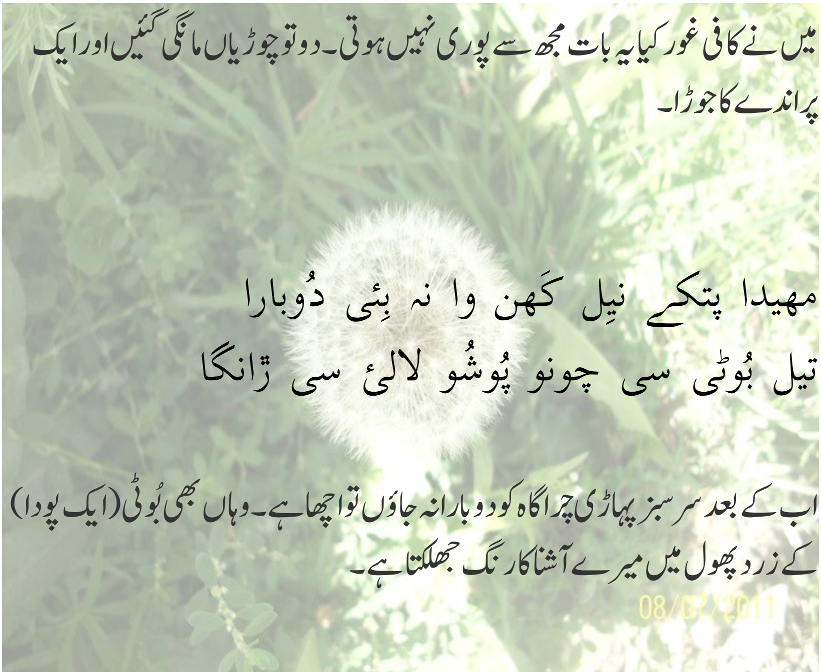

میں نے کافی غور کیا یہ بات مجھ سے پوری نہیں ہوتی۔ دو تو چوڑیاں مانگی گئیں اور ایک پراندے کا جوڑا۔

مھیدا پتکرے نیِل کَھن وا نہ بِئی دُوبارا
تیل بُوٹی سی چونو پُوشُو لالئ سی ژانگا

اب کے بعد سر سبز پہاڑی چراگاہ کو دوبارہ نہ جاؤں تو اچھا ہے۔ وہاں بھی بُوٹی (ایک پودا) کے زرد پھول میں میرے آشنا کا رنگ جھلکتا ہے۔

ماشو تَوَس بیش تے پروین تارا ما کوا
لخا کا جَنیاد پیٹ گِیائی مہأ ما

خالہ! جا کر میری پروین سے پوچھ کہ مجھ سے وہ کونسی خطا ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہے۔

محمد یعقوب چھی بوپ سی دُوئی نہ تُھو آسرا
مأ آشان سی پیأش وا تَھئ دی ٹھونگ او آرا

محمد یعقوب بیٹے! تیرے باپ کا اور کوئی آسرا نہیں۔ صرف ایک کلھاڑی اور آری ہیں جنہیں آٹے کے انبار کے پیچھے رکھے ہیں (اور جن سے لکڑی چیرنے کی مشقت کر کے تم لوگوں کا پیٹ پالتا ہوں)۔

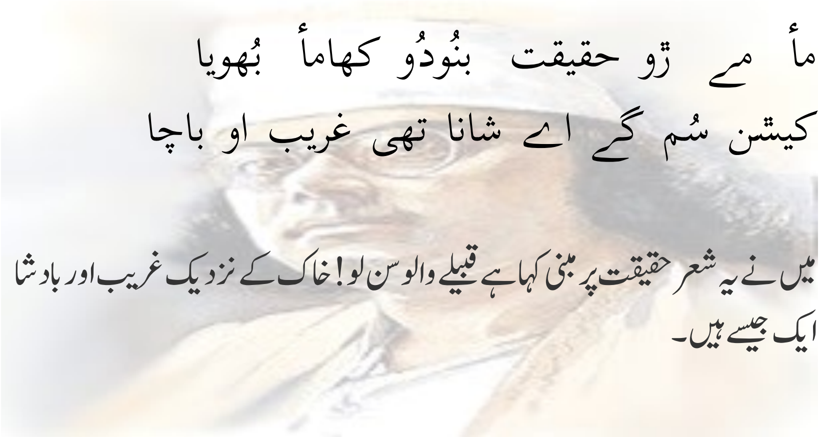

مأ مے ژو حقیقت بنُودُو کھامأ بُھویا
کیشن سُم گرے اے شانا تھی غریب او باچا

میں نے یہ شعر حقیقت پر مبنی کہا ہے قبیلے والو سن لو! خاک کے نزدیک غریب اور بادشا
ایک جیسے ہیں۔

ماشو تأ او زندیق میل نہ خوشاد اِنگولا
چھوئی کوٹرے سی خار ہوئیدے مُھون گورخانا

خالہ جان آپ نے اور اس زندیق نے مردہ محبوب یہاں دفنانا پسند نہیں کیا۔ رہنے
دیتیں کوئٹہ شہر ہم دونوں کا مشترکہ مدفن ہوتا!

موزیگئَأ مھئرے نہ کو کیِگَل سی پیخا
چھی نِماز ترے آ نہ بیئی جنَدے پھا

او موزیگئی! میرے سامنے چھپکلی کی نقل مت اُتارو۔ تمھاری نماز سے میں جنت کی
طرف جانا نہیں چاہتی۔

ماشو بن نأ کئ   لیوَنئی ہودُو اِنگولا
مھی کھید ہرے آدُوم زید پلڑَیل تُھو تیلا

خالہ (قاصد عورت) بتاؤنا! میرا کہاں انگ انگ پہ تیلا چھڑا ہوا ہے۔ جو وہ میرے پیچھے پاگل ہوا جا رہا ہے؟

موزیگئ پڑَزگن لخا بِھیئی مھأما
آ تُنُو آخرت لَرئی شا زید خُدا

موزیگئ کا خیال ہے کہ میں اس سے ڈرتی ہوں۔ اس لئے کچھ کرنے سے باز رہتی ہوں جبکہ میں اپنی آخرت رکھتی ہوں اور سر پر خدا کو حاضر مانتی ہوں۔

موزیگئیأ مھئے پل صراط نہ پشا
تے جھانا مھأ لیرے لھنگانیِن اِنگولا

اوموزیگئیٔ! مجھے پل صراط نہ دکھا۔اُس جہان میں میرا آشنا مجھے پیٹھ پر لاد کر پار کرے گا۔

پیرأ ژات سی نِماز کرے چیگا اُوشا
ہرے ڈالَدُو شیطان سی شربت سی پیالا

میرے مرشد! مجھے صبح کی نماز کے لئے سویرے جگا۔یہ نماز شیطان کی جانب سے ترغیب کو ٹھکرا دیتی ہے۔

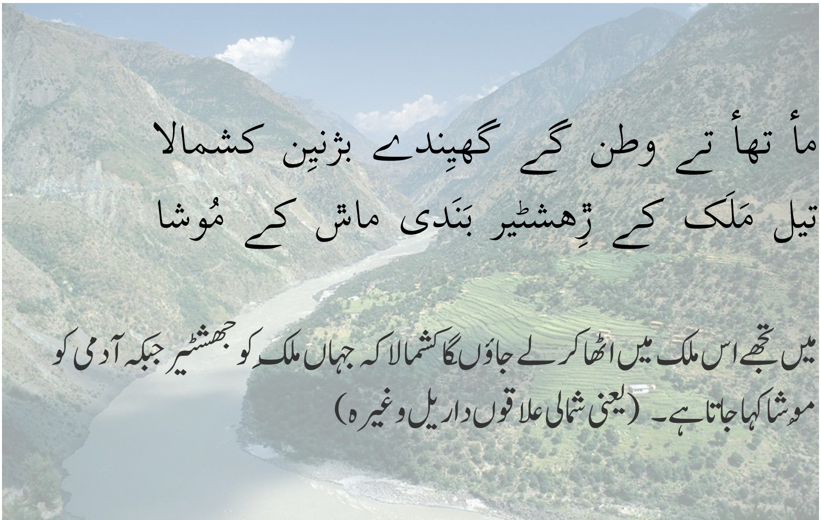

مأ تھأ تے وطن گرے گھیِندے بژنیِن کشمالا
تیل مَلَک کرے ژِھشٹیر بَنَدی ماش کرے مُوشا

میں تجھے اس ملک میں اٹھا کر لے جاؤں گا کشمالا کہ جہاں ملک ِ کو جھشٹیر جبکہ آدمی کو موشا کہا جاتا ہے۔ (یعنی شمالی علاقوں داریل وغیرہ)

shutterstock

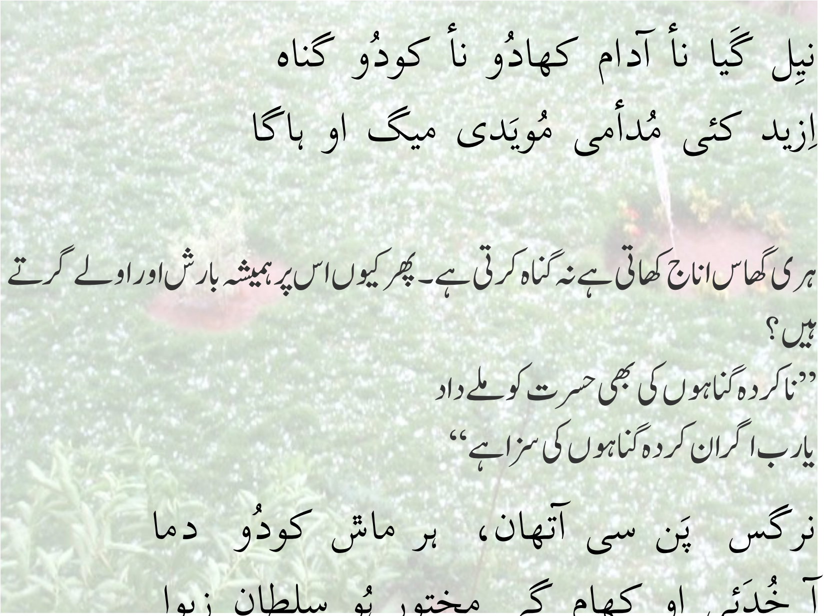

نیِل گَیا نأ آدام کھادُو نأ کودُو گناہ
اِزید کئی مُدأمی مُویَدی میگ او ہاگا

ہری گھاس اناج کھاتی ہے نہ گناہ کرتی ہے۔ پھر کیوں اس پر ہمیشہ بارش اور اولے گرتے ہیں؟
''ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کو ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے''

نرگس پَن سی آتھان، ہر ماش کودُو دما
آ خُدَئی او کھام گرے مختور ہُو سلطان زیوا

نرگس راہ چلتی پڑاؤ ہے۔ جہاں ہر آدمی سستا لیتا ہے مگر سلطان زیبہ! میں خواہ مخواہ خدا اور قبیلے کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

نأشام ہُو وَرغأ بیشتے دَر کو پَدا
آ مے شیِشکال ڈھیری زید کھأ چِھئیی چھی باوا

شام ہو گئی ورق بیٹے! تم جا کر اُجڑے گھر کا دروازہ کھولو۔ میں اس بیابان میں تمھارے باپ کی قبر کی ڈھیری کو کیسے اکیلا چھوڑ دوں؟

نیازگُلاۓ ! باوا پُل صرادا لھنگا
مے دُنئ می ہرے دَت تُو یأ دھیدأن می شَلا

(بچپن میں فوت بچےؓ کو باپ کے مرنے پر بیوہ کا مرثیہ خطاب) نیاز گل بیٹے اپنے باپ کو پل صراط پر سے گزار ! یہ اس دنیا میں بھی یوں جلا ہے جیسے چولھے میں لکڑی۔

نأ موزی زید منظور نأئی مھیزید مُلازا
زار مھی سوھنے بوۓئرے، چھی چُموڑ یأ تیلا

نہ تو موزی (شوہر) کے لئے قابل قبول اور نہ ہی مجھ پر کوئی احسان ! قربان جاؤں میری سوہنی بیگم ! تیرے بالوں کا لٹھ اُف جیسے تیلا چمکتا ہے۔

وُئی کُول گرے اُخوئی نِیل زنگل پَلَڑا
ہات تَہلئی گَیا یِدُو لالئ میل کھیدا

(پہاڑی چراگاہ سے) نیچے آتی ہوں۔ کبھی واپس ہرا جنگل چھان مارتی ہوں یار کی تلاش میں جو نگاہ ڈالتی ہوں تو ہاتھ گھاس آتی ہے مگر وہ نہیں!

ہال لأر نِیل زنگلرے بھی نہ پَھرے گھین خُدا
کَھنرے ژِھینگنِین گَیا ہونِین مھی شانرے کَھوا

ایسی ٹھنی پھر کبھی جنگل کے سیلاب میں باری خدا نہ توڑے! پہاڑ روئینگے اور ہریالی میری طرح مرجھا جائے گی۔

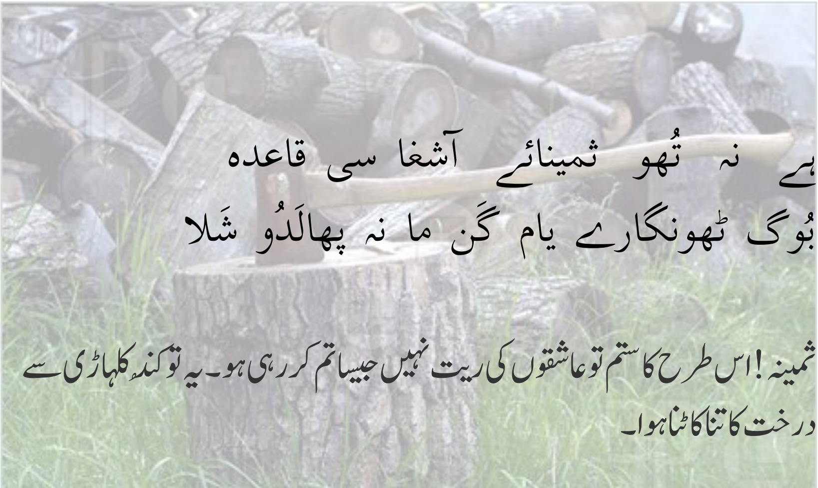

ہرے نہ تُھو ثمینائرے آشغا سی قاعدہ
بُوگ ٹھونگارے یام گَن ما نہ پھالَدُو شَلا

ثمینہ! اس طرح کا ستم تو عاشقوں کی ریت نہیں جیسا تم کر رہی ہو۔ یہ تو کند کلہاڑی سے درخت کا تنا کاٹنا ہوا۔

©Linda Martin

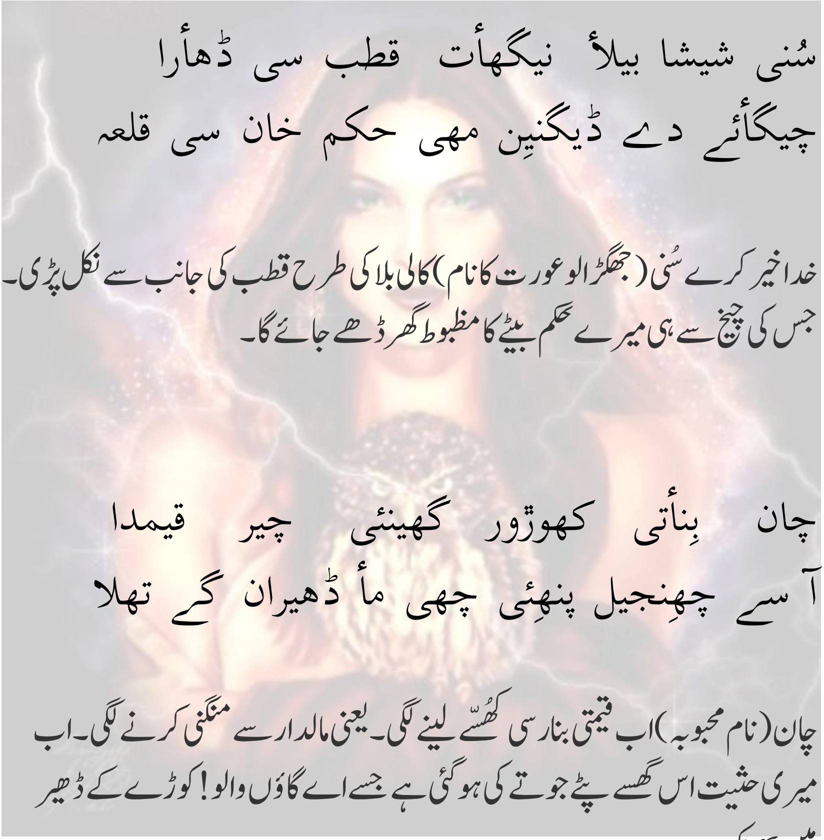

سُنی شیشا بیلاۓ نیگھأت قطب سی ڈھأرا
چیگأئرے دے ڈیگنیِن مهی حکم خان سی قلعہ

خدا خیر کرے سُنی (جھگڑالو عورت کا نام) کالی بلا کی طرح قطب کی جانب سے نکل پڑی۔ جس کی چیخ سے ہی میرے حکم بیٹے کا مظبوط گھر ڈھے جائے گا۔

چان بِنأتی کھوڑور گھینئی چیر قیمدا
آ سے چھِنجیل پنھِئی چھی مأ ڈھیران گرے تھلا

چان (نام محبوبہ) اب قیمتی بنارسی کھُسّے لینے لگی۔ یعنی مالدار سے منگنی کرنے لگی۔ اب میری حثیت اس گھسے پٹے جوتے کی ہو گئی ہے جسے اے گاؤں والو! کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دو۔

آ ڈھیران سی پنِھئی زید ہُوگائی تیلا
اصیل چام تھُو سان سی چنجو ما کیدُو جدا

میں کوڑے میں پڑے اس جوتے پر ہی تیلا چھڑا کر چمکاؤں گی! کیوں کہ وہ سانڈ کی گردن سے الگ کیا ہوا اصیل چمڑا ہے!

مُھون کا عید چھی مُدام گئیدی نن او ہانا
دادا خیر نیمادُو یِئی چرَڑئی گَیا

ہماری بھی کیا عید ہے؟ ہمیشہ بھوکے ننگے پھرتے ہیں۔ بڑا بھائی بھیگ مانگنے گیا ہے اور ماں گھاس کاٹ رہی ہے۔

زار کھانیِندے مأ تھان می نہ بونیِندے جُوا
چھی شِیشا سی بدن کڑَدُو بدرمینا

زہر کھالیتا میں نہ کہ کھلیان میں مکئی کو بولیتا۔ تیرا شیشے جیسا بدن کام سے چُور چُور ہوتا ہے۔

گھین خُدایا مھأ حی سی مرضےدے نہ ما
پُوشُو دُھو تُھو سیمام دے کی والنیِن گورخانا

اے خدا! مجھے دل(پیار) کے عارضے سے نہ مار۔ میرا پھول(محبوب)دور ہے کون اہتمام سے میری قبر کھودے گا؟

ریزالا گل نمیرأ جور نہ یِدُو جاما
آ سیمام دے چُوبئی بھی نَشَدُو مھأما

گل نمیر، میں بڑے اہتمام سے اپنا پیراہن سیتی ہوں لیکن وہ ناکارہ ہی ہو جاتا ہے۔
مطلب میں اپنے محبوب کو بڑی شان سے مناتی ہوں لیکن ہر بار میں ناکام ہو جاتی ہوں اور میرا محبوب ہنوز بے وفا ہی رہتا ہے۔